452

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل
اخبار ہفتہ میں دوبار — فی پرچہ ایک آنہ — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی مے — ششماہی للعہ — سہ ماہی عاً

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۹۶ — مورخہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء — یوم سہ شنبہ — مطابق ۷ رمضان سنہ ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ حضور روزے رکھ رہے ہیں۔

رمضان المبارک میں دارالامان کی فضا دن رات جس طرح قرآن خوانی سے گونج رہی ہے۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے۔ کہ انفرادی طور پر مرد و عورتیں جو تلاوت قرآن کریم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ قریباً سوا پارہ کا درس ظہر اور عصر کی نماز کے درمیانی وقت میں دیتے ہیں۔ مسجد مبارک میں سحری کے وقت حافظ محمد ابراہیم صاحب۔ مسجد اقصیٰ میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ابن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ مسجد فضل میں حافظ فیض اللہ صاحب محلہ دارالرحمت میں حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے اور میر محمد اسحٰق صاحب کے مکان پر حافظ عبدالرحمٰن صاحب تراویح میں قرآن کریم سناتے ہیں۔

ہر دو سکول کے طلباء کے امتحان شروع ہیں۔

قصیدہ
بیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(از مولوی محمد احمد صاحب مظہر بی اے ایل ایل۔ بی جالندہر)

یاد محبوبے کنم اندر سجود
زار نالم در قیام و در قعود

داغ پیشانی گذشت از آفتاب
درد پنہانی بعالم رو نمود

چوں محبت پرتوے انداختہ
برگرفتہ عشق چوں تاب شہود

داغ را دل آفتابے نام کرد
آسماں را آہ گفتہ نیز دود

قطرہ قطرہ چشم دل را باختہ
رست جاں از فکرت بود و نبود

جاں فدائے احمدِ آخر زماں
دل نثارِ آں وجود باوجود

آنکہ طرحِ عاشقی انداختہ
از میاں برداشتہ بغض و عنود

آنکہ ما را بردہ اندر لامکاں
یک قلم چوں رنگِ امکانی زدود

آنکہ اندر وصفِ خالِ روئے او
نکتہ ہا بر نکتہ ہا بر ما کشود

مرجعِ حسن انجم نورِ ہدیٰ

منبعِ فیض و کرم احسان وجود
ہمچو خورشیدے فروزاں بر جہاں
در غمِ ملت بسوزاں ہمچو عُود
کرد تبلیغِ رسالت روز و شب
برملا گفت ہرچہ از بالا شنود
اصلِ مقصودِ حیات آموختہ
آشکارا کرد رازِ ہست و بُود
رنگ در بوئے ہر کہ درزد در جہاں
رنگ می ریزد برو چرخِ کبود
رنگ و روغن بر نتابد راستی
آشکارا می شود ہاں دیر و زود
می رود ہر لحظہ با عدائے او
ما جرائے عاد و فرعون و ثمود
بہرہ ور از خوانِ احسانش ہمہ
گبر و ترسا و مسلمان و ہنود
مصلحِ موعودِ ادیان و ملل
آیتے بہرِ نصارے و یہود
پایۂ او برتر از چرخِ بریں
سایۂ او سایۂ ربِّ ودود
یافت ہر علم و ہنر از وے طراز
ہر کہ مدحش گفت ایزد را ستود
ما قتیلِ آں نگاہِ نیم باز
کو بیک لمحہ دلِ ما در ربود
ما شہیدِ آں خدنگِ نیم کش
کو بدل درشے بہر لحظہ فزود
ما علی الرغمِ حریفاں آمدیم
یک امام و یک جماعت یک وجود
ما ہمہ وابستۂ یک دامنیم
اندریں ما را ہمہ بہبود و سود

بندۂ ما و تو منہ بر پائے ما
ناسزا دیوانگاں را ایں قیود
رہ نیابد ما و تو در بزمِ ما
پائے بر جا دار و مگذر از حدود
می گمارد بر بلندیہا نظر
خوش نمیدارد ز ما کسل وجود
ہاں نشاید سفت گوہر از نعتِ او
ہم نباید گفت جز بروے درود
ما نمی خواہیم نام اندر جہاں
ما نے داریم پروائے نمود
آرزو را دامنِ دل چیدہ ایم
ما کسے را نے کسے ما را حسود
بسکہ من آلودہ دامانم بسے
گشتہ ام سر تا قدم ننگِ وجود
ناگزیر افتاد منظر وصفِ او
"گفتگو آئین درویشی نبود"

اخبارِ احمدیہ

اعلان نظارت دعوۃ و تبلیغ

امسال انشاء اللہ العزیز ارادہ ہے کہ جب کوئی تبلیغی وفد علاقہ بنگال کی طرف بھیجا جائے۔ تو علاقہ برما کا دورہ بھی کرایا جائے۔ لیکن اخراجات سفر کا سوال مدنظر ہے۔ اگر علاقہ برما کے احمدی دوست اپنے علاقہ میں تبلیغی وفد کا دورہ کرانا چاہتے ہوں۔ تو اپنی جماعتوں سے چندہ جمع کر کے ارسال فرمائیں۔ اسی سلسلہ میں بابو جلیل احمد خان صاحب اور سیر پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (Tavoy) شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے بیس روپیہ اخراجات سفر کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر علاقہ برما کے باقی دوست بھی اپنی ہمت و وسعت کے مطابق حصہ لیں۔ تو اس علاقہ کا دورہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ والسلام۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیالکوٹ میں تبلیغ

مسیحی صاحبان کے بشارتی ہفتہ کی تقریروں کے جواب میں جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے کامل ایک ہفتہ سلسلہ تقاریر جاری رکھا۔ اور بعض اہم مسائل عیسویت کی بدلائل تردید کی۔ بعض مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی بے جا حمایت کرنے کی کوشش کی۔ جو بعض دوسرے شریف طبقہ کے مسلمانوں کی لعنت و ملامت سے خائف ہو کر خاموش ہو گئے۔ اختتام تقاریر پر سوال پوچھنے کی اجازت تھی۔ اس لئے بعض نے سوالات بھی کئے۔ جن کے جواب دے دئے گئے۔ بعض شوریدہ سر مخالفین نے شور ڈالنا چاہا۔ جو صاحب صدر کے کہنے سے روک دئے گئے۔ ایک شخص نے حضرت مرزا صاحب کی بعض کتب میں سے توہین انبیاء کا ثبوت پیش کرنا چاہا۔ اور حضرت مسیح ناصری کے حق میں بعض حوالجات پڑھ کر سنائے۔ جن کے جواب میں ایک اہلسنت والجماعت کی کتاب سے وہی مضمون پڑھ کر سنا دیا گیا۔ جو بہت ہی موثر ثابت ہوا۔ جملہ حاضرین سمجھ گئے۔ کہ حضرت اقدس نے الزامی طور پر عیسائیوں کی اناجیل کی حقیقت بتلانے کے لئے انجیلی یسوع کے متعلق سب کچھ لکھا ہے۔

برکت علی سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

اعلان نظارت امور عامہ

مکینکل ٹرانسپورٹ میں کلینرز کی وقتاً فوقتاً ضرورت رہتی ہے۔ پندرہ سولہ سال کے لڑکے جو کام سیکھنا چاہیں۔ لگ سکتے ہیں۔ اور مختلف کام سیکھ سکتے ہیں۔ تنخواہ سولہ روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ کبھی کبھی جگہ نکلتی ہے۔ لڑکے ہوشیار ہوں۔ تو کام سیکھ کر کارآمد ہو سکتے ہیں۔ جو صاحب اپنے لڑکوں بھیجنا چاہیں۔ دفتر ہذا میں درخواستیں بھیجدیں۔ چال چلن کی تصدیق سکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی کی کرا کر بھجوا دیں۔ درخواستیں منزل مقصود تک بھجوا دی جائینگی۔ درخواستوں پر سرنامہ چھوڑ دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

تبلیغی ٹریکٹوں کا سلسلہ

تبلیغ کو زیادہ وسعت دینے کے لئے ایک انجمن قائم کی گئی ہے۔ جس کا مقصد اشاعت عقائد حقہ ہے۔ اس کے لئے تبلیغی ٹریکٹوں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور اب تک آٹھ ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر ماہ (بغیر معین تاریخ پر) نیا نمبر شائع ہوتا رہے گا۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ تبلیغ کے دلدادہ احباب اس سلسلہ کو زیادہ وسیع کریں۔ یعنی وہ انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کے ممبر بنیں۔ تاکہ ٹریکٹوں کا دائرہ اشاعت بڑھ جائے اور زیادہ لوگوں کو پیغام حق پہنچ سکے۔ ممبر کیلئے لازم ہے کہ وہ ایک روپیہ داخلہ اور چار آنہ ماہوار چندہ ادا کرے۔ اور انجمن اسکو ہر نمبر کے ۲۰ ٹریکٹ بھیجا کریگی۔ امید ہے۔ دوست کثرت سے اس کار خیر میں شریک ہونگے۔

خاکسار اللہ دتا جالندہری سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان

درخواست دعا

(۱) جمیع احمدی حضرات سے مؤدبانہ ملتجی ہوں کہ رمضان المبارک میں امور ذیل کیواسطے دعا فرما کر خود ماجور ہوں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ مولا پاک مجھے اولاد نرینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ۔ قادیان دارالامان ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۲۶ء

رمضان المبارک کی آمد

خدا سے خدا ہی کو مانگو،

وہ مبارک مہینہ جس میں خدا تعالےٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی دعائیں قبول ہونے کا خاص وعدہ ہے۔ شروع ہو گیا ہے ہماری جماعت جس کی زندگی اور کامیابی کا سارا دار و مدار ہی دعا پر ہے۔ اور جس نے دعاؤں کی قبولیت کے بارہا نشانات دیکھے ہیں۔ اس کے لئے رمضان المبارک ایک بہت بڑی نعمت اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ جس سے زیادہ سے زیادہ فیوض اور برکات حاصل کرنا اس کا فرض ہے۔

جس طرح اسلام کا ہر ایک چھوٹے سے چھوٹا حکم اپنے اندر بہت بڑی حکمتیں رکھتا ہے۔ اسی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی جو اہم فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ بہت سی جسمانی اور روحانی حکمتیں رکھتے ہیں۔ روزہ کے ظاہری فوائد تو اس قدر واضح ہو چکے ہیں۔ کہ آج کل کے بڑے بڑے ڈاکٹر اور طبیب بھی ان کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور باطنی فیوض کے بھی غیر مسلم قائل ہو رہے ہیں۔ لیکن اسلام نے روزہ کو جو درجہ دیا ہے۔ اور جس رنگ اور طریق سے اسکی اہمیت اور فضیلت ذہن نشین کی ہے۔ اس حد تک کسی اور نے نہیں کی۔ اسلام نے روزہ کا اجر خود خدا تعالیٰ قرار دیا ہے۔ کیونکہ روزہ دار خدا تعالیٰ کے لئے اسی کے مقرر کردہ وقت تک ان تمام چیزوں کو ترک کر دیتا ہے۔ جو بظاہر اس کی زندگی کا باعث ہوتی ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کے لئے موت قبول کر کے اس بات کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اگر اسے اپنی جان بھی دینی پڑے۔ تو وہ اس کے لئے تیار ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جو شخص سچے دل سے اور پورے اخلاص کے ساتھ اس نیت اور ارادہ سے روزہ رکھے۔ خدا تعالےٰ اسے اپنے قرب اور رضا سے محروم رکھیگا۔ ایسا انسان یقیناً اپنا حقیقی مقصد اور مدعا پا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے روزہ رکھنے والے کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اس کا اجر میں خود ہوں۔

پھر روزہ کی ایک اور بھی غرض ہے۔ انسان باوجود سامان خورونوش میسر ہونے کے خدا تعالےٰ کے حکم ماتحت انہیں چھوڑ دیتا۔ اور بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کرتا ہے۔ تا اگر کسی وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہوئے اسے نکلنا پڑے۔ تو فوراً نکل کھڑا ہو۔ اور بھوکا پیاسا رہ کر اپنے فرائض کی ادائگی میں مصروف رہے۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جس انسان کو کسی قسم کی مشقت اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت اور تجربہ ہوتا ہے۔ وہ ضرورت کے وقت گھبراتا نہیں اور نہ کسی قسم کا اضطراب ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ بڑی خوشی سے تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن جسے اس قسم کا تجربہ نہ ہو۔ وہ تکلیف کا نام سنکر ہی کانپنے لگتا ہے۔ اسلام چونکہ بزدلی اور کم ہمتی کا سخت مخالف ہے۔ اس لئے اس نے روزہ کا حکم دیا ہے تا اس کے ذریعہ بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرنے کا عادی بنائے۔

جب روزوں کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ تو پھر کسی کو اس بنا پر روزہ رکھنے سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ کہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف ہی کا عادی بنانا تو اس کی غرض ہے پھر اس تکلیف سے بچنے کے کیا معنے؟

چونکہ انسان رمضان المبارک میں دوسرے ایام کی نسبت زیادہ جسمانی اور روحانی عبادات میں مصروف ہوتا ہے اور اپنا سب کچھ خدا تعالےٰ کے لئے قرار دے دیتا ہے۔ اس لئے جیسا کہ احادیث اور قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ان ایام میں خدا تعالیٰ اس کی دعائیں بھی خاص طور پر قبول فرماتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان اپنے اندر خاص تغیر بھی پیدا کرے۔ یعنے جس طرح وہ ظاہری طور پر دُنیا کے علائق سے جدا ہوتا ہے اسی طرح روحانی طور پر بھی ان باتوں سے علیحدہ ہو جائے۔ جو رُوح پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے۔ عام طور پر رُوحانی تغیر پیدا کرنے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اسوجہ سے باوجود سارا مہینہ روزے رکھنے کے اکثر لوگ ان فیوض اور برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جو دوسری صورت میں انہیں حاصل ہو سکتے تھے۔

اپنی جماعت کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلانے کے لئے ہم ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد درج کرتے ہوئے اُمید کرتے ہیں۔ کہ احباب کرام نہ صرف اسے خاص توجہ اور غور سے پڑھیں گے۔ بلکہ جس امر کی طرف اس میں متوجہ کیا گیا ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری کوشش کرینگے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"مجھے افسوس ہے۔ کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگ رمضان میں خدا تعالےٰ کو پانے کی اس طرح کوشش نہیں کرتے جس طرح کرنی چاہیئے۔ اور وہ دعاؤں میں نہیں لگ جاتے۔ ورنہ لاکھوں احمدی غوث اور قطب ہو جاتے۔ تم میں سے بہتوں نے ابھی تک وہ رنگ اختیار نہیں کیا۔ جو خدا تعالیٰ کو پانے والوں کیلئے اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور نہ اس یقین کو تم نے اپنے دل میں پیدا کیا ہے۔ جس سے خدا کی محبت جوش میں آتی ہے۔ اگر تم ایسا رنگ اور ایسا یقین پیدا کر لیتے۔ تو یقیناً تم روحانیت کے بہت اعلیٰ مقام تک پہنچ جاتے۔ اور خدا کے جلال کی بتی جلتی ہوئی دیکھتے۔ افسوس کہ تم نے اس نعمت کی قدر نہ کی جو تمہارے لئے کھولی گئی۔ اور اس برکت کو حاصل نہ کیا۔ جو تمہیں مل سکتی ہے۔ ورنہ اسوقت تک تم میں سے کئی اولیا اور اقطاب ہوتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ لوگ ابھی سوتے ہیں۔ اور تمہیں معلوم نہیں۔ کہ انعام پانے کی کتنی راہیں تمہارے لئے کھل چکی ہیں۔ اور کتنے ترقی کے سامان پیدا ہو چکے ہیں۔ تم میں سے بعض صداقت مسیح موعودؑ کے مسئلہ کے دلائل معلوم ہو جانے پر خوش ہو جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ ہمیں مسیح موعود کی صداقت پر انشراح صدر ہو گیا۔ تم میں سے بعض یہی کافی سمجھ لیتے ہیں کہ وفات مسیح کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اور کوئی اس میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم میں سے بعض اسی پر پھولے نہیں سماتے کہ ان کی دعائیں بعض دنیاوی اُمور میں قبول ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہ سب اشارے ہیں خدا تعالیٰ کو ملنے کے لئے۔ ان کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف راہ نمائی ہوتی ہے۔ یہ انسانی مقصد نہیں۔ پھر وہ وقت کب آئیگا۔ جب تم آواز سے خدا کو پکار رہے گے اور وہ کہے گا۔ میں تمہارے ملنے کے لئے قریب ہی ہوں۔ چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بڑھو۔ تاکہ وہ بھی تمہاری طرف بڑھے خدا تعالیٰ کی سنت یہی ہے۔ کہ ادھر سے بندہ بڑھے۔ اور ادھر خدا تعالےٰ بڑھے۔ خدا تعالیٰ بندہ کی نسبت بہت زیادہ اسکی طرف بڑھتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ بندہ پہلے بڑھے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے۔ میرا جلال اور میری عظمت مطالبہ کرتی ہے کہ تم پہلے میری طرف بڑھو اس کے بعد میری شفقت محبت اور تمہاری کمزوری مطالبہ کرتی ہے۔ کہ میں بھی آؤں۔ پس تو ایک قدم آ۔ تو میں دو قدم آگے بڑھوں گا۔ اور تو چلکر آ۔ تو میں دوڑ کر آؤنگا۔

پس ہماری جماعت کو چاہیئے کہ رمضان کی قدر کرے اور جان لے کہ دعا ایک آسمانی حربہ ہے۔ تمہاری یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ خدا کے عاشق بن جاؤ۔ اور خدا سے خدا ہی کو مانگو۔ یہی تمہارا اصل مقصد ہو۔ یوں تو تمام چیزیں خدا ہی سے مانگی جاتی ہیں۔ جیسے کہ حدیث میں ہے کہ تسمہ جوتی کا ٹوٹ جائے۔ تو وہ بھی خدا سے مانگ۔ لیکن مانگنے میں تمہارا سب سے بڑا مقصد خدا کا مانگنا ہو۔ اور اسکی ملاقات ہو۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا یہ ارشاد جو عین وقت

احباب کو پہنچایا گیا ہے۔ رمضان المبارک کے فیوض اور برکات سے مستفیض ہونے کی نہایت پُرزور تحریک ہے۔ امید ہے کہ احباب اس پر عمل کرنے کی خاص کوشش کریں گے ۔

جمعیۃ العلماء کا نیا محاذ جنگ

ہندوستان کے مولوی صاحبان کہنے کو تو وہ کچھ کہہ جاتے ہیں جو اپنے دشمن کے مقابلہ میں آج کل کی کوئی بڑی سے بڑی اور زبردست سے زبردست حکومت بھی نہیں کہہ سکتی۔ لیکن کسی قول کو عملی جامہ پہنانے کی کبھی انہوں نے ضرورت نہیں سمجھی۔ حال میں "جمعیۃ العلماء" کا جو اجلاس کلکتہ میں منعقد ہوا۔ اس میں ان علماء نے ایک نیا محاذ جنگ قائم کرنے کا پُرزور اعلان کیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس میں جنگ کرنے کے اہل صرف علماء کو قرار دیا گیا ہے۔ اب دیکھیں اسلام کے یہ سورمے خود تجویز کردہ میدان جنگ میں اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھا کر داد حاصل کرتے ہیں۔ یا اپنی نااہلی اور تغافل کوشی کی مشہور روایات میں ایک اور کا اضافہ کرتے ہیں۔ محاکم قضاء کے قیام پر گفتگو کرتے ہوئے علماء سے کہا گیا ہے :-

" اگر یہ واقعہ ہے۔ کہ ہماری کوتاہیوں اور بداعمالیوں کی بدولت شرعی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ تو حامیین شریعت غرا کو اپنے تعین تعلق کی بنا پر قربانی چڑھانے کے موقعہ پر سب سے پیش پیش رہنا چاہیئے۔ آپ اپنے شرعی منصب کی خاطر ادنیٰ زحمت گوارا کرنے کو تیار نہیں۔ تو دوسرے غیر متعلق اشخاص کہاں تک اس میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔ آپ علماء کرام جس وقت شریعت مطہرہ کے احترام کے لئے اخلاقی جنگ کا محاذ قائم کر کے پامردی کے ساتھ مقابلہ پر تل جائیں گے۔ تو مسلمان ممبران کونسل اور عام مسلمان بھی آپ کی امداد پر کھڑے ہو جائیں گے " (الجمعیۃ ۱۰ مارچ)

دیکھئے علماء کب یہ محاذ قائم کرتے اور کس طرح "اپنا شرعی منصب" حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اگر علماء شرعی منصب کے استعمال کرنے اور اسے قائم رکھنے کے اہل ہوتے۔ تو وہ ان کے ہاتھ سے ہی جاتا۔ اب کیا مسلمان کبھی گوارا کر سکتے ہیں۔ کہ اپنے معاملات اس زمانہ کی اس مخلوق کے سپرد کر دیں۔ جو اپنے اعمال اور افعال کے لحاظ سے ادنیٰ ترین ثابت ہو چکی ہے۔ اور جو ہر وقت شرعی مسائل میں اپنی خواہشات کے مطابق تغیر و تبدل کرنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ اہل ہند کو تا حال جمعیۃ العلماء کا وہ فتویٰ یاد ہے۔ جو اس نے فوج اور پولیس کی نوکری کو حرام کرنے اور کونسل میں داخلہ کو ممنوع قرار دینے کے متعلق دیا۔ لیکن اب ان سب باتوں کو جائز قرار دے رہے ہیں ۔

وفد خدام الحرمین پر سازش کا الزام

خدام الحرمین کے اس وفد کے حجاز سے اخراج پر جو سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست کی قیادت میں بقول خود سلطان ابن سعود کو حکومت حجاز سے برطرف کرنے کے لئے گیا تھا۔ اخبار سیاست (۱۳ مارچ ۱۹۲۶ء) لکھتا ہے :-

" وفد پر اس پیغام میں (جو سلطان ابن سعود کی طرف سے اخراج کے متعلق شائع ہوا) یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ خفیہ پروپاگنڈا اور سازش کر رہا تھا۔ عوام اس امر کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک غیر ملک میں ایسا خطرناک کام غیر مسلح لوگ کس طرح سے کر سکتے ہیں "

ہمیں اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس وفد نے سلطان حجاز کے خلاف کوئی خفیہ سازش کی یا نہیں کی۔ اور وہ غیر ملک میں غیر مسلح ہو کر ایسا خطرناک کام کر سکتا تھا یا نہیں۔ لیکن ہم اہل "سیاست" اور اس کے تمام ہمخیال لوگوں سے پوچھتے ہیں۔ اگر باوجود سید حبیب صاحب اس اعلان کے جو انہوں نے بمبئی سے روانہ ہونے کے وقت شائع کیا تھا۔ اور جسمیں کھلے طور پر کہا تھا۔ کہ ہم ابن سعود کو حجاز سے نکالنے کے لئے جا رہے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے کہنے پر حجاز نہ چلا گیا۔ تو ہم کوئی اور تجویز کریں۔ صرف اس لئے سازش کے الزام سے بری ہو سکتے ہیں کہ وہ غیر مسلح تھے۔ تو بتایا جائے سیاست کس منہ سے ان احمدیوں پر حکومت کابل کے خلاف سازش کا الزام لگاتا تھا جنہیں اس ظالم اور جابر سلطنت نے محض احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کر دیا تھا۔ انہوں نے کبھی حکومت کے خلاف کسی فعل کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی مسلح فوج تھی۔ وہ عاجزانہ اور بیکسانہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر ان پر محض کابل کے اس ظالمانہ فعل کی حمایت کرنے کے لئے "سیاست" وغیرہ نے سازش کرنے کا الزام لگایا تھا۔ اور اسپر باوجود بلا ثبوت اسقدر زور دیا تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی لیکن اب جبکہ خود ایڈیٹر صاحب سیاست پر ان کے افعال اور اقوال کی بنا پر سازش کا الزام لگایا گیا ہے تو ان کے غیر مسلح ہونے کو اس الزام کی تردید میں پیش کیا جا رہا ہے ۔

مکتی فوج اور تبلیغ مسیحیت

مسیحیت کی اشاعت کے لئے ہندوستان میں پادریوں کے علاوہ ایک اور گروہ جو نہایت سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ وہ مکتی فوج کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے افراد کی خاص علامت یہ ہے کہ وہ سرخ کوٹ پہنتے اور سیندوری پگڑی باندھتے ہیں ۔ یہ لوگ بھی ایک نہایت وسیع انتظام کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے انتظام کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس وقت تک مکتی فوج ۸۰ ملکوں اور علاقوں میں اشاعت مسیحیت کا کام کر رہی ہے دنیا بھر میں اس کے کام کے سترہ ہزار مرکز ہیں۔ اور بائیس ہزار تین سو ساٹھ کارکن مستقل طور پر کام کرنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ دو لاکھ ۴۴ ہزار ایسے مقامی افسر ہیں۔ جو اپنے خالی اوقات میں مکتی فوج کو مدد دیتے ہیں۔ ہندوستان میں ان کے کام کی وسعت کا اندازہ حسب ذیل اعداد سے ہو سکتا ہے :-

کام کرنے کے مرکز ۴۲۴۰ ۔ ہندوستانی کارکن ۱۰۸۹

مدرسے ۷۱۳ ۔ طالب علموں کی تعداد ۲۰۱۲۸

سکونتی مدارس جنمیں طعام اور قیام کا انتظام ہے ۔ ۱۲

سکونتی مدارس اقوام جرائم پیشہ کے بچوں کے لئے ۶

شفا خانے ۱۶ ۔ جرائم پیشہ لوگوں کی بستیاں ۱۵

بے خانماں عورتوں کے لئے پناہ گاہیں ۶

رہا شدہ قیدیوں کے لئے پناہ گاہیں ۴

اسکے مقابلہ میں مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کی طرف سے اس بارے میں کچھ بھی کوشش اور سعی ہو رہی ہے۔ ہرگز نہیں ۔

مسلمان اور اشاعت اسلام

مکتی فوج کی مندرجہ بالا تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتا ہوا اخبار زمیندار (۱۳ مارچ) لکھتا ہے :-

" ہندوستان کے مسلمانوں کی تبلیغی انجمنوں کی حالت دیکھی جائے تو رونا آتا ہے۔ سب کی سب انجمنیں قلت سرمایہ کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ اور کوئی دردمند انسان پیدا نہیں ہوتا۔ جو ہندوستان میں تبلیغ اسلام ہی کے کام کو ایک منظم صورت دے دے "

کیا یہ حیرت اور افسوس کا مقام نہیں۔ کہ ایک طرف تو یہ خواہش ظاہر کی جا رہی ہے۔ کہ کاش! کوئی ایسا دردمند انسان پیدا ہو۔ جو ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے کام کو منظم صورت دے۔ اور دوسری طرف اسی ہندوستان میں پیدا ہونیوالے انسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت جو نہایت منظم اور کامیاب صورت میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے۔ اسے مسلمان ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اور اس میں شامل ہونے والوں کی کم از کم سزا زمیندار کے نزدیک قتل بکر ہم پوچھتے۔ اگر اسوقت تمام اسلامی دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو انتظام کے ماتحت اشاعت اسلام کے لئے سعی کر رہی ہے۔ اور اپنے مبلغین نہ صرف ہندوستان کے علاقوں میں بلکہ دور دراز ممالک میں بھی بھیج رہی ہے۔ مگر "زمیندار" کے نزدیک وہ بھی "مسلمانوں کی تبلیغی انجمن" نہیں ہے تو پھر بتایا جائے وہ مسلمان کہاں ہیں۔ جن کا سب سے بڑا فرض خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے۔ کاش! مسلمان اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر وہ بھی اشاعت اسلام کے مقدس اور اہم کام میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کر سکیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

غیر مبایعین کا غیر شریفانہ رویہ اور ہمارا مسلک

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۲؍ مارچ ۱۹۲۶ء

عام معاملات میں بحث سے گریز

میرا طریق اور مسلک ہمیشہ سے یہی چلا آیا ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے میں بحث سے گریز کرتا ہوں۔ قدرتی طور پر میری طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں مباحثانہ طریق کو ناپسند کرتا ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھ سے بحث کے رنگ میں گفتگو شروع کرنا چاہے۔ تو میں اس طریق سے حتی الوسع کنارہ کشی کرتا ہوں۔ ہاں مذہبی بحث۔ اور چیز ہے۔ مذہب کی خاطر اس خیال سے کہ بحث نہ کرنے کی صورت میں اسے نقصان پہنچیگا۔ پورے شوق اور ذوق کے ساتھ بحث میں حصہ لیتا ہوں۔ لیکن دوسرے امور میں مباحثانہ رنگ اختیار کرنے سے گریز کرتا ہوں۔ اور باوجود اس کے کہ دلیل کا جواب میں دلیل سے دے سکتا ہوں پھر بھی میرا ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے۔ کہ میں بحث سے پہلوتہی کرتے ہوئے معاملہ کو اور صورت میں طے کرنا چاہتا ہوں۔ مثلاً بسا اوقات جب ہمارے انتظامی معاملات پر آپس میں گفتگو ہو۔ اور دوستوں کے درمیان اختلاف ہو۔ تو میں ایسا طریق اختیار کرتا ہوں۔ کہ سننے والا یہی خیال کرے گا۔ شاید اس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ جس کی وجہ سے یہ اپنے مقام کو چھوڑ رہا ہے۔ اور پیچھے ہٹ رہا ہے۔ مگر میں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں۔ کہ بجائے مخاصمانہ رنگ میں گفتگو کرنے کے کوئی ایسا درمیانی طریق نکل آئے جس سے بغیر اس کے کہ کسی قسم کا نقصان پہنچے میں دوسروں کی آراء اور احساسات کو مدنظر رکھ سکوں ٭

ذاتی حملے

لیکن اس طریق کا یہ نتیجہ نکلا ہے۔ کہ مخالفین ہمیشہ میری ذات پر طرح طرح کے حملے کرتے رہے ہیں بسا اوقات دوستوں نے چاہا۔ کہ میں بعض معاملات میں دخل دوں۔ اور اپنے مخالفین کے اعتراضات کے جواب دوں۔ لیکن میں حتی الامکان اس خیال سے بچتا رہا۔ کہ جب میری طرف سے خموشی ہوگی۔ تو وہ ایسے کمینہ حملوں سے خود ہی باز آجائیں گے لیکن باوجود اس کے غیر مبایعین کی طرف سے میرے خلاف ہمیشہ مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ جن میں وہ مجھ پر ذاتی حملے کرتے رہتے ہیں۔ اور اب وہ اس میں بہت بڑھ گئے ہیں ٭ اگر پچھلے چند سال کے میرے خطبات اور مضامین نکال کر دیکھے جائیں۔ تو معلوم ہو سکتا ہے کہ جس کثرت سے غیر مبایعین نے میرے خلاف لکھا ہے۔ اس کے مقابلہ میں دسواں حصہ بھی میرے خطبات میں ان کے متعلق نہیں لکھا گیا ٭

غیر مبایعین کے مقابلہ میں خموشی کی وجہ

اس کی یہ وجہ نہیں ہے۔ کہ مجھے ان کے اعتراضات پر اطلاع نہیں ہوتی اور نہ میں یہ خیال کر سکتا ہوں۔ کہ کسی کو یہ خیال ہوگا۔ کہ ان کے اعتراضوں کا کوئی جواب ہی نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ ان پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ اعتراض کرنے والے تو لا الٰہ الا اللہ پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ غیر مبایعین جو کچھ لکھتے ہیں۔ وہ درست ہوتا ہے۔ تو بھی یہ نہیں خیال کیا جا سکتا۔ کہ ان پر کوئی اعتراض ہی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان کی باتیں لا الٰہ الا اللہ سے تو زیادہ سچی نہیں ہو سکتیں۔ بیشک وہ یہ تو خیال کر سکتے ہیں۔ کہ میں ان کی نظر میں حق سے دور لے جانے والا ہوں۔ لیکن وہ یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کی باتوں کا کوئی جواب ہی نہیں ہو سکتا۔ جب کہ دنیا میں ہر ایک بات کا جواب دیا جاتا ہے۔ اور سچی سے سچی بات کے جواب میں بھی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ پس میری خاموشی اس وجہ سے نہیں۔ کہ میں ان کی باتوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس طبعی امر کی وجہ سے ہے۔ کہ میں حتی الوسع ذاتیات میں نہیں دخل دینا چاہتا۔ اور ذاتیات کی طرف جانا پسند نہیں کرتا ٭

بڑائی کس طرح ثابت ہوتی ہے

میرے نزدیک دوسرے پر اعتراض کرنے اور دوسرے کی ذات پر حملہ کرنے سے تفوق اور بڑائی ثابت نہیں ہو سکتی بلکہ یہ اپنے اعمال اور افعال سے ثابت ہوتی ہے ہم اگر کسی کو ذلیل سے ذلیل بھی ثابت کر دیں۔ تو اس سے یہ نہیں ثابت ہو جائے گا۔ کہ ہمارے اندر کوئی خوبی ہے۔ اپنی خوبی اپنے کام سے ہی ثابت ہوگی۔ پس نہ تو ہمارے مخالفین کا یہ خیال ہونا چاہیئے۔ کہ ہم ان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور نہ ان کو یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم پر ناپاک حملے اور اعتراض کر کے وہ اپنی خوبی اور بڑائی کا لوگوں کو قائل کر سکیں گے۔ بے شک وہ اپنی باتوں کو سچا سمجھتے ہونگے۔ لیکن کم از کم وہ دنیا کے حالات سے اتنے تو ناواقف نہیں ہونگے۔ کہ دنیا میں ہر ایک بات کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ اور دیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے آپ کو بے عیب خیال کرتے ہونگے۔ لیکن ایسے نادان تو نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ یہ خیال کریں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ جبکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ خدا جیسی بے عیب ذات پر بھی اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔ پس جب خدا پر اور اس خدا پر جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں۔ تو وہ کس طرح خیال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ خدا سے بھی بڑھ کر بے عیب ہیں کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ٭

اعتراض کرنا مشکل نہیں

پس اگر ذرا بھی وہ عقل سے کام لیتے تو سمجھ سکتے تھے۔ کہ میں جو ان کے مقابل اکثر خاموش رہتا ہوں۔ تو میری اس خاموشی کی وجہ یہ نہیں۔ کہ میں ان کے اعتراضات کے جواب نہیں دے سکتا۔ اور میرے پاس دلائل نہیں۔ پھر وہ یہ بھی خیال کر سکتے تھے۔ کہ ان کی ذات اس قدر بے عیب نہیں۔ کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میری خاموشی کی وجہ میرا طبعی میلان ہے۔ اور اسی وجہ سے اپنے دوستوں کو بھی اخبارات میں ذاتیات میں پڑنے سے روکتا رہتا ہوں ٭ خود میں نے کبھی ذاتیات پر بحث نہیں کی۔ اور سوائے شاذ و نادر کے ان کے ایسے اعتراضوں کے جواب نہیں دیئے۔ اور جو دیئے۔ وہ بھی اس وقت جبکہ بعض لوگوں کے ایمان کا خطرہ تھا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ شرافت سے اس قدر عاری ہو جاتے ہیں۔ کہ خاموشی کو شکست اور نرمی کو بزدلی اور عفو کو کمزوری خیال کر لیتے ہیں۔ جب وہ مقابل سے خاموشی دیکھتے ہیں۔ یہی روش غیر مبایعین نے اختیار کر رکھی ہے۔ وہ روز بروز ایسے حملوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں۔ کہ پچھلے دو سال میں ایک سطر یا ایک اشارہ بھی میرے خطبات میں سے کسی غیر مبایع کے متعلق ایسا نہیں دکھا سکتے۔ جس میں کسی قسم کا حملہ کیا گیا ہو۔ ایسی حالت میں ان کے برابر بڑھتے چلے جانے کی وجہ یہی ہے۔ کہ ان کے ذاتی اعتراضات کا ہماری طرف سے جواب نہیں دیا جاتا ٭

اتحاد کی جھوٹی خواہش

بعض دفعہ ان کے معززین جب ملے ہیں۔ تو انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ آپس میں ایک دوسرے پر اعتراضات نہ کئے جائیں۔ اور باہمی صلح کر لی جائے۔ کیونکہ اعتراضات سے سلسلہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے متعلق میں نے ہمیشہ آمادگی ظاہر کی ہے۔ لیکن ان کی یہ خواہش کبھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ یہی دیکھ لو۔ گذشتہ ڈیڑھ دو سال میں ایک خطبہ بلکہ کسی خطبہ میں کوئی فقرہ بھی ان کے خلاف میرے منہ سے نہیں نکلا۔ لیکن اس کے مقابل ان کے پریذیڈنٹ اور ان کے امیر نے اپنے کئی خطبات اور تقریروں میں مجھ پر ذاتی حملے کئے ہیں۔ اب ایک طرف ان کے امیر کا اس طرح غیر شریفانہ اعتراضات کرنا۔ اور دوسری طرف یہ کہنا کہ آؤ صلح کر لیں۔ ذاتی اعتراضات

سے بڑا نقصان پہنچا ہے۔ یہ ان کی نیتوں اور ارادوں پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ بھلا اس طرح بھی کبھی صلح ہو سکتی ہے؟

صلح کیونکر ہو سکتی ہے

صلح دل کی اصلاح کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ دیکھو مسٹر گاندھی نے دلوں کو درست کئے بغیر ہندو مسلمانوں کی صلح کرانی چاہی۔ سال بھر تک تو آپس میں اس قدر صلح نظر آتی تھی۔ کہ سگے بھائیوں سے زیادہ محبت معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس کے بعد پھر مخالف اثر پیدا ہونا شروع ہوا۔ اور ایسا اثر ہوا۔ کہ آج سے بیس سال پہلے مسلمانوں اور ہندوؤں کے تعلقات اتنے خراب نہیں تھے۔ جتنے اس صلح اور اتحاد کے بعد ہو گئے ہیں۔ جو مسٹر گاندھی نے کرائی تھی۔ اور جس کے متعلق کہا جاتا تھا۔ کہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ وہ ٹوٹی اور ایسی ٹوٹی کہ پہلے سے بھی بدتر حالت ہو گئی۔ [illegible] قوموں کی صلح ہمیشہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب ان کے دل اس بات کو محسوس کریں۔ کہ ذاتیات پر بلاوجہ بیہودہ اعتراضات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس بات کو دل محسوس نہ کریں تو لاکھ مہریں اور دستخط ہوں۔ اور لاکھ شرائط طے کئے جائیں۔ صلح کبھی قائم نہیں رہ سکتی۔

پھر قوموں میں صلح بڑوں کے صلح کر لینے سے اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی۔ جب تک قوم کے افراد میں سے صلح کے موانع دور نہ کئے جائیں۔ وہ اقوام جن میں صلح کے موانع پیدا ہوتے رہیں۔ ان کے افراد میں کبھی صحیح صلح نہیں ہو سکتی۔

جوشیلی طبائع

پھر تمام طبائع ایک سی نہیں ہوتیں۔ بعض طبائع جوشیلی ہوتی ہیں۔ بعض متحمل اور نرم ہوتی ہیں جو دوسروں کی سختی برداشت کر لیتی ہیں۔ لیکن بعض طبائع برداشت نہیں کر سکتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک مخلص دوست پروفیسر کے نام سے مشہور تھے۔ وہ حضرت صاحب کے خلاف کوئی بات سن کر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت صاحب کی خدمت میں ان کے متعلق شکایت کی۔ کہ یہ لوگوں سے بڑی سختی سے پیش آتے ہیں۔ ان کو نرمی اور صبر کی نصیحت کی جائے۔ حضرت صاحب نے انہیں بلا کر نصیحت شروع کی۔ کہ آپ سختی چھوڑ دیں۔ اگر کوئی ہمیں برا بھلا کہے۔ تو صبر کیا کریں۔ ایسے موقعہ پر اسلام صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ پہلے تو وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب حضرت صاحب خاموش ہو گئے۔ تو بڑے جوش سے کہنے لگے۔ آپ ہمیں تو صبر کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن جب آپ کے پیر (محمد رسول اللہ صلعم) کو کوئی گالی دیتا ہے۔ تو مباہلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ تو طبائع مختلف قسم کی ہوتی ہیں۔

اب اگر ایک جماعت دیکھتی ہے۔ کہ اس کے امام کو بلاوجہ گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور اس پر بیجا اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ تو وہ کب تک برداشت کرتی جائے گی۔ بہت سے لوگ ہونگے جو قتل ہو جانا تو برداشت کریں گے۔ لیکن یہ برداشت نہیں کرینگے۔ کہ ان کے امام پر بیہودہ اعتراضات کئے جائیں اور اسے برا بھلا کہا جائے۔ میں پوچھتا ہوں۔ اگر واقعہ میں غیر مبایعین صلح کے خواہشمند ہیں۔ اور نیک نیتی سے ایک دوسرے کے خلاف لکھنا بند کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہماری طرف سے خموشی اختیار کرنے پر وہ مجھ پر بلاوجہ اعتراض پر اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں۔

صلح میں جنگ

پیچھے ایک دفعہ ڈلہوزی میں ان میں سے ایک شخص مجھے ملنے آئے۔ ان کے والد پہلے تو غیر مبایع تھے۔ لیکن بعد میں انہوں نے میری بیعت کر لی اور مخلص ہیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ مولوی محمد علی صاحب سے صلح کر لیں۔ اس کا نیک نتیجہ پیدا ہوگا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ قبول کر لیں۔ میں نے کہا آپ میری بات بھی سن لیں۔ اور پھر اندازہ لگائیں۔ کہ میں کیونکر دعوت قبول کر سکتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جب میں لاہور گیا۔ تو میں نے ایک دوست کے ذریعہ اس خیال سے کہ بعض دفعہ ملاقات کرنے سے ایک دوسرے سے نفرت دور ہو جاتی ہے۔ یہ تجویز کی۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی دعوت کی جائے۔ چنانچہ اس دوست نے دعوت کی۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب نے بجائے دعوت منظور کرنے کے یہ کہا۔ کہ پہلے مباحثہ ہونا چاہیئے۔ اب دیکھئے میں نے تو یہ تجویز کی۔ لیکن ادھر مولوی صاحب نے دعوت کا انکار کرتے ہوئے مباحثہ کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ جس کے لئے بعد میں شرائط وغیرہ بھی پیش ہوتی رہیں۔ اور آخر وہ مباحثہ کی طرف بھی نہ آئے۔ پھر ایک دفعہ عبدالحی مرحوم کی وفات پر مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ یہاں آئے۔ تو میں نے دعوت کے لئے پیغام بھیجا۔ لیکن اس وقت بھی انہوں نے دعوت سے انکار کر دیا۔

پھر ایک دفعہ یہاں شیخ رحمت اللہ صاحب آئے۔ اور بہشتی مقبرہ میں گئے۔ تو میں نے قاضی امیر حسین صاحب کے ذریعہ وہیں انہیں دعوت کا پیغام بھیجا۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر میں خود ان کے پاس پہنچا۔ اور وہیں چائے منگا کر ان کو پلائی۔ اور ٹھہرنے کے لئے بھی کہا۔ لیکن وہ ٹھہر نہ سکے۔ پھر یہ لوگ مولوی محمد حسن صاحب کے لئے یہاں آئے۔ تو میں نے دعوت کا پیغام بھیجا۔ لیکن انہوں نے دعوت رد کر دی۔ میں نے مولوی شیر علی صاحب کے ہاتھ ٹانگہ پر کھانا بھجوایا کہ بٹالہ اتر کر کھا لینا۔ لیکن انہوں نے ٹانگہ میں برتن رکھے ہوئے اتار دیئے۔ ان واقعات کے بعد بتایئے۔ غیرت بھی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ اور ان حالات میں میں ان کی دعوت کیونکر قبول کر سکتا ہوں۔ اس پر اس دوست نے کہا پھر آپ دعوت کریں۔ مولوی صاحب آ جائیں گے۔ میں نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن یہ موقعہ دعوت کے لئے مناسب نہیں۔ کیونکہ یہاں تو ہمارے پاس برتن کھانا پکانے کے لئے ہیں۔ اور نہ آدمی کھانا پکانے والا ہے۔ اس لئے پھر کسی موقعہ پر دعوت ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد وہ دوست چلے گئے۔ اور مولوی صاحب سے یہ باتیں کہہ دیں۔ میں جب یہاں واپس آیا۔ تو آتے ہی میں نے اپنے اخباروں کے ایڈیٹروں کو سمجھا دیا۔ کہ اب ان کے خلاف کوئی بات نہ لکھی جائے لیکن ادھر تو میرا یہ رویہ تھا۔ کہ میں نے یہاں پہنچتے ہی اخباروں کے ایڈیٹروں کو ان کے خلاف لکھنے سے منع کر دیا۔ اور ادھر اسی سفر کے متعلق ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی طرف سے پیغام میں ایک مضمون نکلا۔ جس میں لکھا گیا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اب میاں صاحب کی آمدنی کم ہو گئی ہے۔ اور ان کی جماعت ان کی فضول خرچیوں سے تنگ آ گئی ہے۔ کیونکہ اب کے سفر ڈلہوزی میں ان کے ساتھ شان و شوکت نہ تھی۔ بہت سادگی کے ساتھ انہوں نے یہ سفر کیا۔

اب دیکھئے ادھر تو صلح کے لئے بات چیت کی جاتی ہے۔ اور میں واپس آکر اخبار والوں کو ان کے خلاف قلم اٹھانے سے روکتا ہوں۔ اور ادھر میرے اسی سفر کے متعلق لکھا جاتا ہے کہ اب معلوم ہوتا ہے۔ میاں صاحب کو ان کی جماعت روپیہ نہیں دیتی۔ اور ان کی فضول خرچیوں سے تنگ آ گئی ہے۔ اور جماعت میاں صاحب سے متنفر ہو رہی ہے۔ کیونکہ اب کی دفعہ میاں صاحب کے ساتھ شان و شوکت نہیں تھی۔ اس وقت میں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا۔ بعض طبائع میں نیش زنی کی عادت ہوتی ہے۔ شریف آدمی جو تعصب سے خالی ہو۔ وہ خود ہی ان کی تحریر سے اندازہ لگائے گا۔ کہ ان کا دل شرافت سے خالی ہو چکا ہے۔

یہ مضمون ان کے کسی بچہ یا نوجوان کا نہیں تھا۔ بلکہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا تھا جو مولوی محمد علی صاحب کے خسر ہیں۔ اور جن کو ان کی جماعت میں خاص اعزاز حاصل ہے۔

ہر بات پر اعتراض

اب ان سے کوئی پوچھے۔ ہماری کون سی بات ہو گی۔ جس پر تم اعتراض نہیں کرو گے۔ حقیقت یہ ہے۔ وہ لوگ جن کے دل شرافت سے خالی ہو چکے ہوں۔ اور جائز و ناجائز مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ وہ ہر بات پر اعتراض کر سکتے اور کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام جب دنیا میں آئے۔ تو دشمنوں نے ان پر یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر یہ سچا ہے۔ تو اس کے ساتھ فوجیں کیوں نہیں مگر جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوجوں کے ساتھ آئے۔ تو کہہ دیا کہ یہ خونریزی کرتا ہے۔ اگر سچا ہے تو فوجیں اس کے ساتھ کیوں ہیں۔ اسی طرح ہماری حالت ہے۔ اگر میرے ساتھ سفر میں جماعت کے کچھ آدمی ہوں

تو غیر مبایعین شور مچا دیتے ہیں۔ کہ اتنا خرچ کر کے جماعت کا مال تباہ کر دیا۔ اور اگر ساتھ نہ لے جاؤں۔ تو پھر کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ میاں صاحب سے جماعت تنگ آگئی ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ شان و شوکت نہیں۔

تم ہی کوئی طریق بتاؤ

میں کہتا ہوں بھلے مانسو! مجھے اس کے سوا تم ہی کوئی طریق بتاؤ۔ کہ نہ تو میرے ساتھ سفر میں آدمی جائیں۔ اور نہ میں بغیر آدمیوں کے جاؤں اگر آدمی جاتے ہیں۔ تو اس کے یہ معنے لئے جاتے ہیں۔ کہ میں شہرت اور شوکت چاہتا ہوں۔ اور جماعت کا روپیہ برباد کرتا ہوں۔ اور اگر نہ لے جاؤں۔ تو پھر اعتراض ہوتا ہے کہ جماعت میں میرے خلاف ایک جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پیچھے جب میں ولایت گیا۔ تو شور مچا دیا۔ کہ بھلا بارہ تیرہ آدمیوں کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرح قوم کا روپیہ برباد کیا گیا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے بتائیے۔ میں وہ کونسا طریق اختیار کروں۔ کہ جب میں کسی سفر پر جاؤں۔ تو میرے ساتھ اور آدمی جائیں بھی۔ اور نہ بھی جائیں۔ یہ تو ویسی ہی بات ہے۔ جیسے پنڈت دیانند نے انجیل پر ایک یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ انجیل میں آتا ہے۔ خدا سب دنیا کی دعائیں سنتا ہے۔ اور زمین گول ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ خدا رات دن دعائیں ہی سنتا رہتا ہے۔ پھر کیا رات دن یہ کام کرنے سے تھکتا نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ وہ نہ تھکے۔ ادھر بائبل میں لکھا ہے۔ خدا نے زمین و آسمان پیدا کرنے کے بعد آرام کیا اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا کیسا ہوا۔ جو تھک جائے۔ یہی طریق غیر مبایعین کا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کی تحریریں صلح کے متعلق واقعی سچائی اور دیانتداری پر مبنی ہوتیں۔ تو وہ بھی میری طرح ہی اپنے اخبار والوں کو ذاتیات پر بے ہودہ اعتراضات کرنے سے روک دیتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور ان کا ایسا نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ وہ صلح کے لئے کہنے کے لئے تو بہت کچھ تیار ہیں۔ لیکن کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

بے جا ذاتی اعتراضات

مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ میری ذات پر اعتراضات کرنے سے کونسا مذہبی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ آیا میرے اپنے ساتھ سفر میں آدمی لیجانے یا نہ لے جانے کی بحث سے نبوت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ یا خلافت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کونسا مذہبی مسئلہ ایسی باتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ میں اگر اپنی جماعت کا مال کھاتا ہوں۔ تو میری جماعت کا حق ہے۔ کہ مجھ پر اعتراض کرے۔ اور اگر نہیں کھاتا تو بھی میرا اور اس کا معاملہ ہے ان لوگوں کو ہمارے ان معاملات دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔

مالی معاملات میں احتیاط

میں تو مالی معاملات میں اسقدر احتیاط کرتا ہوں۔ کہ جو روپیہ آتا ہے۔ میں اسے ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔ میرا اپنا روپیہ بھی دفتر میں سے ہو کر آتا ہے۔ تا کہ کسی کو شبہ نہ پیدا ہو۔ مگر بہرحال کچھ بھی ہو۔ ان کا کوئی حق نہیں۔ کہ میرے معاملات میں دخل دیں۔ اور مجھ پر اعتراض کریں۔

پھر ان کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے۔ کیا ہم اس قسم کے اعتراضات مولوی محمد علی صاحب پر نہیں کر سکتے۔ کیا ہمارے پاس قلمیں نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ شیشہ کے مکان میں بیٹھکر ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم ان کے مقابلہ میں اس قسم کی روش اختیار نہیں کرتے۔ جو ہماری شرافت پر دلالت کرتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب مجھ سے زیادہ سفر بھی کرتے ہیں۔ کبھی وہ اپنے دوستوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔ کبھی اکیلے سفر کرتے ہیں۔ مگر ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے۔ اعتراض کریں۔ وہ کہیں جائیں یا نہ جائیں۔ اکیلے جائیں یا آدمیوں کو ساتھ لیکر جائیں ہمیں کیا۔ لیکن باوجود ہمارے اس رویہ کے ان کی طرف سے ذاتی اعتراضات کا سلسلہ برابر چلا جاتا ہے۔

نکاح پر اعتراض

اب میری شادی کا ہی معاملہ ہے۔ اس میں مجھ پر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ہم اگر ان کی شادیوں کے متعلق لکھیں۔ تو ان کی بہت زیادہ ہتک ہو سکتی ہے۔ لیکن میں اس طریق کو کمینگی سمجھتا ہوں اس لئے اس میں میں ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والے بھی موجود ہیں۔ پھر میں ان سے پوچھتا ہوں۔

رسول کریم پر اعتراض

میری شادی کونسی خلاف شریعت ہے باقی رہیں شادی کی وجوہات۔ میں کہتا ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نو شادیوں کے متعلق جو وجوہات وہ بیان کرینگے۔ وہی وجوہات خدا کے فضل سے اپنی شادی کی میں بیان کر سکتا ہوں۔ ایسی حالت میں میں پوچھتا ہوں۔ کیوں نہیں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے۔ اور کیوں نہیں تم صحابہ رض پر اعتراض کرتے۔ کیونکہ انہوں نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کئے۔ کیا تم اسی لئے اعتراض نہیں کرتے۔ کہ تمہارے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے سے ساری دنیا تمہارے پیچھے پڑ جائیگی۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ تم میری آڑ میں محمد رسول اللہ پر اعتراض کر رہے ہو۔ پھر چاروں خلفاء کی شادیوں کی وجوہات بیان کرو۔ کیونکہ چاروں نے ایک سے زیادہ بیویاں کیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق اگر نرینہ اولاد کی وجہ بیان کرو۔ تو یہ وجہ بھی درست نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدا نے پہلے سے ہی ما محمد ابا احد من رجالکم میں خبر دیدی تھی۔ کہ آپ کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوگی۔ لیکن اس کے بعد بھی آپ نے نکاح کئے۔ پھر اگر کہو دین سکھانے کے لئے شادیاں کیں۔ تو حضرت عائشہ کے متعلق آپ فرما چکے تھے۔ کہ نصف دین ان کے ذریعہ مسلمانوں کو حاصل ہوگا پس اگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے خلفاء نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ اور تم ان پر اعتراض نہیں کرتے حالانکہ تم ان کی وجہ بھی نہیں جانتے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ ہاں اگر وہ گالیاں جو مجھے دیتے ہو۔ ویسی ہی ان کو بھی دو۔ اور جو اعتراض مجھ پر کرتے ہو۔ وہی ان پر بھی کرو۔ تب میں سمجھوں گا کہ تم نے دیانتداری سے مجھ پر اعتراض کیا ہے۔ اب یا تو ان پر بھی ہاتھ صاف کرو یا پھر یہ ماننا پڑے گا۔ کہ مجھ پر دیانتداری سے اعتراض نہیں کئے جاتے۔ بلکہ شرارتاً کئے جاتے ہیں۔

میری صحت

باقی رہا میری صحت کا معاملہ۔ تم کہتے ہو۔ میری صحت اجازت نہیں دیتی۔ کہ میں نکاح کروں۔ میری صحت تو بچپن سے ہی خراب ہے۔ اس لحاظ سے تو میری پہلی شادی بھی نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ بچپن میں میری صحت خراب تھی۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب نے حساب کی تعلیم مجھ سے چھڑا دی تھی۔ پھر محض شادی سے صحت نہیں بگڑا کرتی۔ اگر انسان صحت کے اصول کا خیال رکھے۔ اور احتیاط کرے۔ تو دس شادیوں کے ساتھ بھی صحت نہیں بگڑتی۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ میری صحت کے متعلق آپ لوگوں کو کب سے فکر پیدا ہوا ہے۔ اس رنگ میں اعتراض کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ محض ایک بہانہ ہے۔ اور اصل مقصد اعتراض کرنا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک عورت کو جس کی ایک آنکھ تھی۔ ایک شخص جب سلام کہتا تو وہ اسپر برا مناتی۔ لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگی۔ یہ مجھ سلام نہیں کہتا۔ بلکہ کہتا ہے۔ کہ بھابی کانی سلام۔ اس کا سلام کرنا مجھے چھیڑنے کیلئے ایک بہانہ ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک میرا شادی کرنا ایک عیب ہے۔ جو مجھ میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کہتے یہ ہیں دیکھو جی۔ میاں صاحب کی صحت خراب ہو۔ گویا یہ ایک آڑ ہے۔ جس کے نیچے مجھ پر اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ میری صحت کی فکر ان کو کب سے ہوئی۔ میری صحت کی فکر تو مجھے ہو سکتی ہے یا میرے ڈاکٹر کو اور میری جماعت کو ہو سکتی ہے۔ ان کو میری صحت کی کیا پروا ہے۔ ان کے نزدیک تو میں گمراہ کرنے والا ہوں۔ دراصل وہ ایک بہانہ سے اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ اگر ایک سے زیادہ نکاح کرنا برائی ہے۔ تو یہ برائی تمہیں اوروں میں کیوں نظر نہیں آتی۔ اکثر

صوفیاء نے ایک سے زیادہ شادیاں کی ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کوئی ہی ہوگا۔ جس نے ایک سے زیادہ نکاح نہ کئے ہوں

دینی مسائل پر گفتگو کرو

دراصل غیر مبایعین کے اس قسم کے اعتراض نیش عقرب کے مصداق ہیں۔ جن سے سوائے ہمیں دکھ پہنچانے کے اور کوئی فائدہ نہیں۔ اور نہ کوئی ان سے مذہبی مسئلہ حل ہوتا ہے۔ ہم سے گفتگو کرو حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق ہم سے پوچھو نظام سلسلہ کے متعلق ہم سے سوال کرو حضرت مسیح موعود کے درجہ کے متعلق۔ آپ کی تعلیم کے متعلق۔ یہ باتیں ہیں۔ جن کے متعلق ہم سے گفتگو کی جاسکتی ہے۔ شادیوں سے ان مسائل کو کیا تعلق؟

ایسی حالت میں صلح؟

بلاوجہ مجھ پر اعتراض کرنے سے وہ لوگ جن کو مجھ سے محبت ہے۔ وہ تم سے کیسے صلح کرسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آریوں کے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر بیہودہ اعتراضات کے جواب میں پیغام صلح میں لکھا ہے۔ کہ ہماری جنگل کے درندوں اور شورزمین کے سانپوں سے صلح ہوسکتی ہے۔ لیکن اس قوم سے صلح نہیں ہوسکتی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر حملے کرے۔ یہی جواب مجھ سے محبت رکھنے والے غیر مبایعین کو دینگے۔ کہ ایسی حالت میں جبکہ تم ہمارے امام پر ناپاک اور گندے اعتراض کرتے ہو۔ ہم جنگل کے درندوں سے اور شور زمین کے سانپوں سے صلح کرسکتے ہیں۔ مگر تم سے صلح نہیں ہوسکتی۔ اگر تمہاری صلح کی نیت ہے۔ تو صلح والے کام بھی کرو۔

جواب میں لکھنے کی اجازت

اگر وہ ایسے اعتراضات اور نیش زنیوں سے باز نہیں آئینگے۔ تو پھر میں بھی اپنے آدمیوں کو جو ان کے مقابل لکھنا جانتے ہیں۔ لکھنے کی اجازت دے دوں گا۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے ایک دفعہ ان لوگوں کو فرمایا تھا۔ جو آپ پر جماعت میں سے اعتراض کرتے رہتے تھے۔ کہ یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد ہیں۔ جو تمہیں سیدھا کر دینگے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ میرے پاس بھی خالد موجود ہیں۔ جنہیں میں نے اسوقت تک روکا ہوا ہے۔ جب وہ میری ذات پر اعتراضات سنتے ہیں۔ اور میں انہیں جواب دینے سے روکتا ہوں۔ تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔ ان کے پاس ایسے ایسے جواب ہیں کہ جن کے لکھنے کے بعد اعتراض کرنے والوں کو شرم کے مارے منہ چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملیگی۔ ایسی صورت میں ہمارا جواب سے خاموش رہنا ہماری شرافت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ان کا ہم پر اعتراض کرتے جانا ان کے کمینہ پن کو ظاہر کرتا ہے لیکن اب جبکہ وہ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ اگر ہماری طرف سے انہیں جواب دیئے گئے۔ تو پھر ہم پر کسی کو گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے پاس ایسے لکھنے والے موجود ہیں۔ جن کے جوابات سے پہلے ایک دفعہ وہ چلا اُٹھے تھے۔ ان کے ہاتھ میں اب بھی قلمیں موجود ہیں اور واقعات بھی پہلے سے زیادہ موجود ہیں پھر ان کے لئے جواب لکھنا کیا مشکل ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں۔ کیا حقیقت ہے۔ ان پرزوں کی جو صلح کے متعلق لکھے گئے۔ اور ان تجویزوں کی جو صلح کے لئے کی گئیں۔ جب دماغ دشمنی کے خیالات اور افکار سے پراگندہ ہیں۔ تو پھر قلم کی تحریروں اور منہ کی باتوں پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔

میں اب بھی انہیں کہتا ہوں۔ اپنے رویہ کو بدلو۔ شرافت سے کام لو۔ اور مذہبی مسائل پر لڑنا چاہو۔ لکھو۔ ایسی باتوں میں نہ پڑو۔ جن کا نتیجہ سوائے رنجش اور بدمزگی کے اور کچھ نہیں نکل سکتا۔ میں پوچھتا ہوں۔ بھلا شادی کرنا مذہبی طور پر کونسا ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر وہ متواتر ہمیں اعتراضات کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں ؛

تعدد ازدواج پر بےجا اعتراض

میں کہتا ہوں۔ اگر ہم بلاوجہ بھی شادی کریں بشرطیکہ ہم عدل و انصاف تمدنی و سیاسی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شادی کریں۔ تو بھی ہم پر شرعاً کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اگر ملکی و تمدنی شرعی حالات اجازت دیتے ہوں۔ اور کوئی وجہ نہ ہو۔ تو بھی شادی جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص صرف اسی نیت سے زیادہ شادیاں کرے۔ کہ اولاد زیادہ ہو۔ تب بھی جائز ہے ہاں اگر تمدنی و قومی یا شرعی حالات کسی کو زیادہ شادیوں کی اجازت نہ دیتے ہوں۔ تو پھر اس شخص کے لئے جائز نہیں۔ خواہ اُسے ضرورت بھی ہو۔

میں نے یہ شادی خوابوں کی بناء پر کی۔ اگر وہ کہیں کہ خواب دوسروں کے لئے کیسے حجت ہوسکتی ہے تو میں کہتا ہوں۔ کہ رؤیا کا اعتبار یا عدم اعتبار تو میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔ کیونکہ رؤیا کا تعلق میری ذات سے ہے۔ میں سمجھ سکتا ہوں کہ میری رؤیا کیا عظمت رکھتی ہے۔ اور وہ قابل عمل ہے یا نہیں۔ اور کس طرح اسپر عمل کرنا چاہیئے دشمن کا کسی بات کو ماننا یا نہ ماننا اس امر کی سچائی کی دلیل نہیں ہوا کرتی۔ سچائی اپنی ذات میں سچائی ہوتی ہے۔

ذاتی معاملات میں مشورہ

میری تو یہ حالت ہے۔ کہ میں نے اپنے ذاتی معاملات میں بھی دوستوں سے مشورے لیا کرتا ہوں۔ حالانکہ قومی اور مذہبی طور پر مجھ پر اپنے ذاتی معاملات میں دوسروں سے مشورہ لینا فرض نہیں۔ اور اسی وجہ سے بعض دوستوں نے مجھے کہا بھی ہے کہ آپ خواہ مخواہ کیوں دوسروں کو اپنے معاملات میں دخل دینے کا موقعہ دیتے ہیں۔ کسی کا حق نہیں کہ آپ کے ذاتی معاملات میں دخل دے لیکن میرا اپنا یہی دستور ہے کہ میں اکثر مشورہ لیتا ہوں۔ کیونکہ مشورہ سے آخر کوئی نہ کوئی ایسی مفید بات نکل آتی ہے۔ جو پہلے معلوم نہیں ہوتی۔ پیچھے جب میں نے ولایت جانے کے لئے جماعت سے مشورہ لیا۔ تو میں نے دیکھا کہ بالکل اَن پڑھ لوگوں کے منہ سے ایسی ایسی باتیں نکلتی تھیں۔ جن کے سننے سے لطف آجاتا تھا۔ اور بعض باتیں بڑے بڑے آدمیوں کے ذہن میں نہیں آئی تھیں۔ جو دوسرے آدمیوں کے منہ سے نکلیں۔

تنبیہہ

پس میں ان لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی قلموں کو روکیں۔ اور اپنے رویہ کو بدل دیں۔ کیونکہ جب کوئی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو پھر اس کا جواب دینے کی ضرورت آپڑتی ہے۔ جب یہ خطرہ ہو۔ کہ دوسروں کو ٹھوکر لگیگی۔ اور لوگوں کے ایمان میں نقص واقع ہوگا۔ تو اسوقت مجبوراً جواب دینا پڑتا ہے۔

اب اگر انہوں نے اپنے رویہ کو نہ بدلا۔ اور یہی طرز جاری رکھی۔ جو اب اختیار کر رکھی ہے۔ تو پھر میں بھی اپنے دوستوں کو ان کے مقابل قلم اٹھانے کی اجازت دے دونگا اور اسکی ذمہ داری ان معترضین کی گردنوں پر ہوگی۔ کیونکہ ان جوابوں کے موجب وہی لوگ ہونگے ؛

دعا

بالآخر میں خود بھی دعا کرتا ہوں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان لوگوں کیلئے دعا کریں میں تو ہمیشہ ان کی خیرخواہی کرتا ہوں۔ ان میں سے کوئی مرجاتا ہے۔ تو مجھے اسپر رحم ہی آتا ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں۔ مخالفت کی وجہ سے اسے کیا نقصان پہنچے گا یا اس کے درجات میں ترقی نہیں ہوگی۔ دیکھو۔ آخر یہ لوگ انہی میں سے تھے۔ جو حضرت صاحب کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن ایک ٹھوکر سے کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ بات یہ ہے کہ شیشہ کے برتن کی حفاظت زیادہ آسان ہے بہ نسبت ایمان کے۔ پس تم لوگ ہمیشہ اپنے تقوے اور ایمان کی حفاظت کرو۔ اور دوسروں کے لئے دعا کرتے رہو۔

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو سلامت رکھے۔ اور ہر ایک قسم کی ٹھوکر سے بچائے۔ اسی کی طرف ہماری نظر ہو۔ اور اس کی طرف ہماری ایسی توجہ ہو۔ کہ اسے کوئی دشمن نہ پھیر سکے ؛

آمین !!!

اقتباسات

"سیاست" اور حکومت کابل

"سیاست" اپنے ۶ مارچ کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے:۔

کہا جاتا ہے۔ کہ افغانستان۔ ایران یا ترکی میں کسی کو حکومت کے خلاف ہونے کا حق نہیں۔ بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ان کی شان میں ہر وقت قصیدہ خوانی کرنا ویسا ہی جرم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اس نجدی غدار کے حق میں سمجھتے ہیں . . . . البتہ ترکستان۔ خیوا اور بخارا وغیرہ میں صحیح اسلامی جمہوریتیں قائم ہیں۔ وہاں سرمایہ داری کا قلع قمع ہو چکا ہے۔ امیر بخارا جلا وطن اور اس کے حمایتی (یعنی انور پاشا وغیرہ) تہ تیغ کئے جا چکے ہیں۔ وہاں فی الحقیقت سویٹ قائم ہے۔ اگر ابن سعود کا تطہیر حجاز سے یہی منشاء تھا۔ کہ وہ ایران اور افغانستان جیسی سرمایہ دارانہ حکومت قائم کرے۔ تو پھر اسے بڑے بڑے دعوے کرنے کی ضرورت نہیں:

خواجہ حسن نظامی کی چھٹی

رین بسیرے کے حسن نظامی صاحب نے مسلمانوں سے چند یوم کی چھٹی لی ہے۔ کہ وہ تبلیغ و اشاعت کی خدمت انجام نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ آپ زیارت نجف اشرف و کربلا وغیرہ کے لئے رمضان المبارک میں عراق تشریف لے جا رہے ہیں۔ حسن ظن مسلمان کا کام ہے۔ لیکن ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں اگر بار خاطر نہ ہو۔ کہ آپ یہ مہینہ بھر کی چھٹی مسلمانوں سے مانگ رہے ہیں۔ یا سفر کے انعام خداوندی کو مد نظر رکھتے ہوئے رمضان مبارک سے۔ رمضان اور سیاحت و زیارت کا تصادم وجہ بدگمانی ضرور ہے۔ اللہ خواجہ صاحب کو مع الخیر واپس لائے۔

(مدینہ ۹ مارچ)

زمیندار اور مولانا محمد علی

روزانہ زمیندار میں رئیس الاحرار کی علالت پر ایک ہمدردانہ نوٹ شائع ہوا ہی تھا۔ کہ دوسرے روز مولانا محمد علی صاحب نے پورے سات عدد کالم کے اندر زمیندار کی چٹھی کا جواب دے دیا۔ ہمیں تعجب ہوا۔ کہ زمیندار تو دعائے صحت میں مصروف ہے۔ اور مولانا باوجود بیمار ہونے کے زمیندار کے معالجہ میں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ زمیندار جسمانی امراض کا دعائی معالجہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مولانا محمد علی صاحب دماغی امراض کا تحریری مداوا۔ دیکھیں پہلے کس کو صحت ہوتی ہے۔ ہم دونوں

ہیں۔ لکھا ہوا دکھا دیں [illegible] (ریاست ۱۵ مارچ)

کی صحت کے لئے دست بدعا ہیں۔ اللہ ہماری دعا قبول کرے۔

(مدینہ ۹ مارچ)

مولوی ظفر علی معافی کیلئے تیار ہیں

بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں ملوکیت ابن سعود اور زمیندار کے متعلق تقریریں ہوئیں۔ مولانا محمد علی صاحب کی طبیعت زیادہ ناساز تھی۔ لیکن کامل ایک ہفتہ تک بستر مرض پر پڑے رہنے کے بعد وہ جامع مسجد میں تشریف لائے۔ اور مختصر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر میں ایک خط پڑھ کر بھی سنایا۔ جس میں شجاعت اللہ خانصاحب سابق مینجر زمیندار کے حوالہ سے یہ درج کیا گیا تھا۔ کہ مہر صاحب و ظفر علی خانصاحب آئیندہ تحریرات کا سلسلہ بند کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی آئیندہ تحریر نہ کریں۔ نیز یہ لکھا تھا۔ کہ ظفر علی خانصاحب معافی طلب کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اگر آئیندہ جلسہ مرکزی خلافت کمیٹی ان کو قصور وار ٹھہرائے۔ مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا۔ کہ ظفر علی خانصاحب اور مہر صاحب تو جو کچھ لکھنا چاہتے تھے وہ لکھ چکے۔ اس سے زیادہ کیا لکھیں گے۔ اب یہ ترکیبیں میرے منہ پر قفل لگانے کی ہیں:

(الامان ۷ مارچ صفحہ ۳)

اسلامی تہذیب و تمدن ایک معزز ہندو کی نظر میں

"انجمن ہلال" (مدراس) کے تیسرے سالانہ اجلاس میں جو زیر صدارت آنریبل خان بہادر محمد عثمان صاحب منعقد ہوا تھا۔ مسٹر۔ اے راما سوامی مدیلیر نے "اسلامی تہذیب و تمدن" پر ایک نہایت فاضلانہ لکچر دیا۔ جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں:

ہندوؤں کو تہذیب اسلامی کا مطالعہ کرنا چاہیئے

لکچر کی ابتدا کرتے ہوئے فاضل لکچرار نے کہا۔ کہ آج کل وقت آگیا ہے۔ کہ ہم میں سے ہر شخص کو اسلامی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قدرت نے ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کو ایک ساتھ رکھ دیا ہے۔ اور آئیندہ بھی ہمیشہ کے لئے یہ دونو قومیں اسی طرح رہتی سہتی رہیں گی۔ اس لئے ہندوؤں کو یہ لازم ہے۔ کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے مذہب کی اہمیت و حقیقت کو سمجھیں۔ اور اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ اپنے ہندو بھائیوں کی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کریں۔ بہت سی غلط فہمیوں کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ دونو قومیں ایک دوسرے کی تہذیب و تمدن سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں:

اسلام ایک نہایت شاندار ماضی رکھتا ہے

اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو اپنے ساتھ نہایت شاندار روایات اور ایک درخشاں ماضی رکھتا ہے۔ اور جس پر مسلمان بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ اسلامی تہذیب ایک بہت پرانی تہذیب ہے۔ جس نے دنیا کی تہذیب و تمدن پر ایک بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ وہ اگر پیغمبر اسلام اور ان کی مختصر سی جماعت کے ابتدائی حالات کا مطالعہ کریں۔ اور ارشادات نبوی پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ تلوار کا جارحانہ استعمال تعلیمات اسلامی سے بالکل خارج ہے۔ اور مذہب کی اشاعت تلقین و ترغیب سے کی جاتی تھی:

اسلام میں عورت کا درجہ

پھر یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں عورت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ تعلیم اسلام کا بغور مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ عورت کا درجہ اسلام میں کس قدر بلند ہے۔ پیغمبر اسلام کی صاحبزادی خود عورتوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ عورتوں کو وراثت کا پورا حق حاصل ہے۔ برعکس اس کے ہندو قوانین میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے:

علوم اسلامی کا عروج

پانچویں اور چھٹی صدی میں تہذیب اسلامی کا بہت عروج تھا۔ اور اس زمانہ میں مغربی تہذیب کا جو کچھ نشو و نما ہوا۔ وہ اسی تہذیب اسلامی کا نتیجہ تھا۔ جنگ صلیبی کے زمانہ میں مسلمانوں میں سائنس، جیومیٹری، الجبرا، فن تعمیرات، علم ہیئت اور طب کا بہت عروج تھا۔ شفاخانہ کا تخیل آٹھویں اور نویں صدی میں عربوں سے دیا گیا۔ اس زمانہ میں جبکہ بہت سی قومیں جاہل اور ان پڑھ تھیں۔ مسلمانوں میں علوم اور ادب کا دور دورہ تھا:

(ہمدرد ۱۶ فروری)

مولوی ظفر علی صاحب سے بیجا شکایت

ظفر علیخاں سے بعض لوگوں کو اس لئے شکایت ہے۔ کہ وہ ایک پیالی چائے پر بھی ایمان فروشی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور واقعات نے بھی اس بات کو صحیح ثابت کر کے دکھا دیا۔ مگر ہمارا گلہ ظفر علی خاں سے نہیں بلکہ خود ان لوگوں کے اس رویہ کے خلاف شکایت ہے کیونکہ اگر وہ جناب ظفر کے چہرہ مبارک کو ذرا بھی غور سے دیکھنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ تو انہیں ان کی پیشانی پر حضرت اکبر کا یہ شعر جلی حرف میں

وصیت نمبر ۲۲۷۶

میں عبدالعزیز ولد خواجہ خاں قوم راجپوت ساکن کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور کا ہوں۔ جو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کل ۱/۱۰ حصہ میری وفات کے بعد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہووے۔ اس وقت میری جائداد تقریباً ۲ گھماؤں اراضی چار سو روپیہ ہے۔ اور مال مویشی قیمتی عـ۲۰۰ـہ۔ نیز میری وفات کے بعد بھی جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۴/۱۲ ۲۴۔ گواہ شد:۔ عبدالمنان ولد محمد حسین احمدی کاٹھ گڑھ بقلم خود۔ العبد:۔ عبدالعزیز خاں بقلم خود۔ گواہ شد دولت خاں ولد بلند اخاں پنشنر راجپوت کاٹھ گڑھ بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۳۵۱

میں ڈاکٹر بدرالدین احمد ولد خانصاحب منشی فرزند علی صاحب قوم شیخ ساکن قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں نے ڈاکٹری امتحان ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پاس کیا ہے۔ اور اب ڈاکٹری پیشہ کے لئے انشاء اللہ ملک افریقہ میں جا رہا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جو بھی آمد ماہوار ہوگی (جس کا مجھے یقینی طور پر کوئی علم نہیں ہے) اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو۔ یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کٹوا دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۳ جنوری ۱۹۲۶ء فقط والسلام۔ الموصی خاکسار بدرالدین احمد عفی اللہ عنہ احمدی مبارک منزل قادیان۔ گواہ شد:۔ محبوب عالم برادر موصی متعلم مدرسہ احمدیہ۔ قادیان۔ گواہ شد:۔ عطاء اللہ احمدی۔ بی۔ اے تونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ۔

وصیت نمبر ۲۳۵۰

میں نعمت اللہ خاں ولد دلیے خاں راجپوت ساکن کریام تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت قیمتی معہ عـ۲۰۰ـہ روپیہ ہے اور ۲۵ روپیہ ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے۔ یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا دسواں حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کر دیا ہو اس کے بھی دسواں حصہ کی مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۵ء۔ الموصی نعمت اللہ خاں عربی ٹیچر نور محل بقلم خود گواہ شد:۔ غلام قادر خاں احمدی سکنہ لنگڑوعہ۔ گواہ شد:۔ حاجی غلام احمد امیر جماعت احمدیہ کریام۔

وصیت نمبر ۲۳۴۷

میں غلام رسول ولد مولوی جیون کشمیری ساکن چانگریاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں مگر ماہوار آمد عـ۵ـہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کٹوا دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۵/۱۲ ۲۹۔ الموصی غلام رسول ولد مولوی جیون کشمیری بقلم خود۔ گواہ شد:۔ غلام حسن چک ۹۵ شمالی۔ گواہ شد:۔ نواب الدین سیکرٹری جماعت چانگریاں بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۳۴۸

میں شیخ محمد علی ولد شیخ محمد بخش صاحب ساکن مسانیاں حال مہاجر قادیان ضلع گورداسپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد یہ ہے۔ یعنی تین دوکانیں واقعہ موضع مسانیاں کے ۱/۵ حصہ کا میں مالک ہوں اور یہ پانچواں حصہ کی قیمت قریباً دو صد روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ پیشہ ٹھیکیداری پر ہے۔ جس کی آمد قریباً قریباً عـ۳۰ـہ روپیہ ماہوار ہو جاتی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت ادا نہ کر دیا ہو اس کے بھی ۱/۱۰ کی مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاوے گا۔ ۲۶/۱ ۱۲۔ گواہ شد:۔ فضل الٰہی سرگودی بقلم خود۔ الموصی محمد علی ولد شیخ محمد بخش مہاجر قادیان۔ گواہ شد:۔ ظفر اسلام ولد محمد علی قادیان۔

وصیت نمبر ۲۱۲۳

میں محمد لطیف ولد شیخ صاحب دین قوم شیخ ساکن گوجرانوالہ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد غیر متعین ہے۔ کیونکہ میں ٹھیکہ داری کا کام کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ جو مجھے بطور وراثت یا ہبہ حاصل ہوئی ہو یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا دسواں حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں نہ کٹوا دیا ہو۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۶/۱ ۲۲۔ گواہ شد:۔ شیخ فضل کریم احمدی سٹیشن ماسٹر لنڈی کوتل۔ گواہ شد:۔ مولوی شیخ الدین احمدی سکول ماسٹر لنڈی کوتل۔ گواہ شد:۔ عبداللہ احمدی۔

وصیت نمبر ۲۳۵۹

میں خیر الدین ولد غلام قادر قوم سراج ساکن لودھیانہ حال کاتب رسول تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ زمین سکنی ۳/۴ ۲ مرلہ واقعہ قادیان قیمتی عـ۱۵۰ـہ تجارتی سامان قیمتی ۱۲ اسباب تنخواہ عـ۵ـہ ماہوار ہے۔ میری اس وقت جائداد یہی ہے۔ جس کی تفصیل اوپر کر چکا ہوں۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد مندرجہ بالا نیز ایسی کسی اور جائداد کا جو مجھے بذریعہ وصیت یا ہبہ یا وراثت ملے یا ایسی آمد سے پیدا کی گئی ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ میں نے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اپنی زندگی میں ادا نہ کر دیا ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک میری وفات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کر دوں تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ یکم فروری ۱۹۲۶ء الموصی خیر الدین ولد غلام قادر۔ گواہ شد:۔ فضل کریم احمدی ولد مولوی نور احمد بمقام لودی ننگل ضلع گورداسپورہ حال وارد انجرنگ سکول۔ گواہ شد:۔ محمد بخش موصی۔

وصیت نمبر ۱۲۹۱

میں ظہور الحسن ولد عطا محمد قوم سید ساکن لودھیانہ حال کلرک نہر مالاکنڈ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ الف۔ میری غیر منقولا جائداد اس وقت کوئی نہیں نہ کوئی خاص قابل ذکر منقولا جائداد ہے۔ اس لئے میں اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ ماتحت رسالہ الوصیت کے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وصیت کرتا ہوں۔ جس کی تعمیل میں اپنی زندگی میں مطابق حالات تنخواہ والاؤنس کے کرتا رہوں گا۔ چنانچہ اسوقت مجھے عـ۵۰ـہ روپیہ تنخواہ اور ۳۰ روپیہ الاؤنس ماہوار ملتا ہے۔ اس لئے ۸ روپیہ ماہوار ادا کرونگا۔ اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے دسویں حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (ب) اگر میں اپنی زندگی میں انجمن میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ داخل کر دوں یا کوئی جائداد حوالہ کر دوں۔ تو اسی قدر اس حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاویگی۔ فقط مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۱۷ء۔ العبد:۔ ظہور الحسن بقلم خود کلرک محکمہ نہر مالاکنڈ درگئی۔ گواہ شد:۔ عطاء اللہ احمدی ساکن اسمٰعیلیہ تحصیل صوابی ضلع پشاور بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف اپیل نویس و سکرٹری انجمن احمدیہ مردان۔ ۳۰ مارچ ۱۹۱۷ء

وصیت نمبر ۲۰۲۰

میں بھلی زوجہ ابراہیم ارائیں ساکن چک بڑدسہ تحصیل و ضلع گورداسپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی یکصد روپیہ۔ ۸ مارچ ۱۹۲۳ء

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۲۲۷ ایس سی نمبر ۲۵

لاوارث مال کی نیلامی

اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ کوئلہ کی الٹیاں جو مندرجہ ذیل سٹیشنوں پر بغیر ادائیگی کرایہ ریل وغیرہ پڑی ہوئی ہیں۔ ۸ر اپریل ۱۹۲۶ء تک اگر رقم کرایہ وغیرہ ادا کر کے نہ اٹھائی گئیں۔ تو وہ سامان بموجب قانون سیکشن نمبر ۵۵و۵۶ انڈین ریلوے ایکٹ مجریہ ۱۸۹۰ء پبلک عام میں نیلام کر دی جائے گی۔

سٹیشن		بل نمبر	رسید نمبر	تاریخ	ویگن نمبر	بھیجنے والا	وصول کردہ
از سٹیشن	تا سٹیشن						
آسن سول	امرت سر	۵	۴۲۹	۲۱-۱۱-۲۵	۳۳۱۱۷	دھولومیاں کولریز	رام رکھا
کسونڈا	بادامی باغ	۳۹	۲۵۷۸۲	۲۶-۱۲-۲۵	۷۳۲۰	کنگ اینڈ کو	سرن داس چھوٹہ
پتھردیہ	بادامی باغ	۱۳	۱۴۰۹۷	۱۸-۱۰-۲۵	۳۱۷۲	کمرشل کولری	پنجاب کول ڈیپارٹمنٹ
〃	مغل پورہ	۸	۲۸۲۱۹	۱۵-۱۲-۲۵	۸۰۴۴	جی۔ایف۔سی۔ایف۔کمپنی	شام لال
کتراس گڑھ	میرٹھ شہر	۲	۳۳۰۵	۳۰-۹-۲۵	۳۳۵۲۸	اے۔بی۔کولریز	درایا
سیتارام پور	ننکانہ صاحب	۱۴	۱۷۵۸۰	۲-۱-۲۶	۲۵۶۰۱	اے۔بی۔کولری	بی۔آر۔سکھاں اینڈ کو
دادہانگر	ننکانہ صاحب	۱۶	۰۸۱۷	۲۵-۱۲-۲۵	۱۲۳۸۴	بی۔سی۔کمپنی	بی۔آر۔سکھاں اینڈ کو
کسونڈا	ننکانہ صاحب	۷	۲۵۵۸۲	۲۱-۱۲-۲۵	۲۸۵۰۱	ایکس۔ایم۔کولری	اتم سنگھ۔بے انت سنگھ
کتراس گڑھ	پٹھانکوٹ	۲	۲۱۰۸۹	۱۵-۱۰-۲۵	۱۸۴۵۵	موہن لال اینڈ کو	موہن لال کمپنی
سیتارام پور	پھگواڑہ	۱	۱۶۵۶۸	۵-۱۱-۲۵	۱۲۶۶۱	نیو برادہم کولری	دُرگا داس چھوٹہ
بھاگا	سیالکوٹ	۱۴	۴۱۳۵/۹۹	۲۰-۹-۲۵	۷۰۰۴	بی۔ڈبلیو۔برائے کول کمپنی	بی۔ڈبلیو۔برائے کول کمپنی
کتراس گڑھ	سیالکوٹ	۹	۳۴۱۲۸	۳۱-۱۲-۲۵	۳۱۰۷۸	نیو ٹٹرا اے کولری	شانتی سروپ
〃	شاہدرہ	۱۸	۳۳۹۶۵	۲۱-۱۲-۲۵	۱۱۴۰۲	لینٹن کولری کمپنی	سنٹرل کول کمپنی
پتھردیہ	سبزی منڈی	۱۱	۹۴۶۰	۱۵-۱۰-۲۵	۴۰۳۸۷	نیو ایسٹ انڈیا کول کمپنی	راجپوت کول کمپنی

ہیڈ کوارٹر آفس۔ لاہور
مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۲۶ء

وی۔ ایچ بوتھ
ایجنٹ

ہندوستان کی خبریں

بمبئی ۱۴ر مارچ۔ مراعات یافتگان جدہ بذریعہ برقی پیغام مطلع کرتے ہیں۔ کہ حجاج کے مفاد اور آرام و آسائش کو مدنظر رکھتے ہوئے سلطان ابن سعود نے موٹر گاڑیوں کی آمد و رفت کے سلسلہ کو قائم کرنے کی اجازت فرما دی ہے۔ اب حاجیوں کے لئے جدہ سے مکہ مکرمہ میں دو گھنٹہ میں پہنچ جانا ممکن ہو جائے گا۔ الفضل بمبئی

دہلی ۱۳ر مارچ۔ آل انڈیا ہندو سبھا کا اجلاس بہ قسم آج منعقد ہوا۔ بارش کی وجہ سے اجلاس پھیکا رہا۔ شرکاء کی تعداد تھوڑی تھی۔ تماشائیوں کو ڈیلیگیٹوں کی نشست پر بیٹھنے کی اجازت دیگئی بھائی پرمانند صاحب کی تحریک سے ہندوؤں میں اتحاد پیدا کرنے اور گائے کی حفاظت کی غرض سے ہندو سیوک سوسائٹی کے قیام کے متعلق ایک تجویز پاس کی گئی۔ آیندہ انتخابات کے متعلق قرار پایا۔ کہ ہندو سبھا کو عام انتخابات میں اپنے امیدوار کھڑے نہ کرنے چاہئیں۔ لیکن ہندوؤں کے حقوق کی حفاظت کے لئے آل انڈیا ہندو لیڈروں کی ایک کمیٹی ہونا چاہیئے۔ جو ہر بجائی سبھا کے مشورے سے اس حالت میں اپنے امیدوار پیش کرے۔ جبکہ مخالف امیدوار ایسے خیالات رکھتا ہو۔ جن سے ہندوؤں کے مفاد کی حفاظت نہ ہوتی ہو۔

دہلی ۱۴ر مارچ۔ آج کا ہندو مہا سبھا کا اجلاس ایک نہایت طوفان خیز اجلاس تھا۔ اچھوتوں کے مسئلہ کے متعلق ایک ریزولیوشن پیش کیا گیا۔ جس پر دو گھنٹہ تک نہایت شور و غل پیدا ہوا اور خوب ہنگامہ آرائی رہی۔ ریزولیوشن اصل میں یہ تھا۔ کہ چھوت چھات اٹھا دی جائے۔ اور اچھوتوں کو عام سڑکوں اور سکولوں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ نیز ان کی پوجا پاٹ کے لئے علیحدہ کوئی انتظامات کئے جائیں۔ گزشتہ سال اس مسئلہ کے متعلق جو ریزولیوشن پاس ہوا تھا۔ اس سے یہ کسی قدر آگے تھا۔ دو گھنٹے تک یکے بعد دیگرے مقررین آتے اور اس کی تائید و حمایت میں زوردار تقریریں کرتے رہے اور دوسری طرف اسی اثنا میں پنڈت مالوی جی ہندوؤں کے کٹر طبقہ سے سمجھوتہ کی کوشش کر رہے تھے۔ اس گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مخالفت میں کوئی شخص بولنے کے لئے نہ اٹھ سکا۔ اور صدر نے اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن اس پر مخالفین بگڑ اٹھے۔ اور ہر طرف سے چلانے لگے۔ ایک لمحہ کے اندر سبھا کا اجلاس بالکل درہم برہم سا معلوم ہونے لگا۔ اور بعض سناتن دھرمی باہر نکل آنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن پنڈت مالوی جی اور لالہ لاجپت رائے کے سمجھانے بجھانے سے پھر خاموشی ہو گئی۔ یہی حالت تقریباً ہر پندرہ منٹ کے بعد ہوتی رہی۔ پنڈت مدن موہن مالوی کو دوران تقریر میں کوئی ایک درجن مرتبہ ٹوکا گیا اور ہر مرتبہ بمشکل خاموش ہونے کے بعد پھر اعتراض کر دیا جاتا تھا اور نہایت شور و شغب کے بعد باہر چلے جانے کی دھمکی دی جاتی تھی۔ پنڈت مالوی نے کہا۔ کہ آج یہ تجویز محض کثرت رائے سے منظور ہوئی ہے۔ اس کی مخالف اقلیت کے دلائل قلمبند کر لئے گئے ہیں۔

دہلی ۱۵ر مارچ۔ آل انڈیا سناتن دھرم کی کانفرنس انتخابات نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندو مہا سبھا کے اس طرز عمل کے خلاف جو اس نے چھوت اور شدھی کی قراردادیں منظور کرنے کے وقت اختیار کیا احتجاج کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کیا جائے سناتن دھرم سبھا کی مجلس انتخاب مضامین کے خیال میں وہ قراردادیں غیر آئینی طور پر منظور کی گئی ہیں۔

کلکتہ ۱۴ر مارچ۔ جمعیۃ العلماء ہند کے کل کے اجلاس میں ریزولیوشن پاس ہوا ہے۔ کہ قانون اصلاحات کا صوبہ سرحد میں نفاذ کیا جائے۔ اور ہندو لیڈران کا جو حصہ اس کے خلاف کوشاں ہے۔ اس کی مذمت کی گئی کانفرنس نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے ابن سعود کے اپنے آپ کو شاہ حجاز کا اعلان کرنے پر حیرانی ظاہر کی۔ اور یہ استدعا کی گئی کہ حجاز کا آئندہ کا نظام حکومت اسلام کے اصولوں پر جمہوری طریقہ پر ہو۔

کلکتہ ۱۳ر مارچ۔ کلکتہ میں نصف شب کے وقت بم پھٹنے کے دو واقعات ہوئے۔ اور یہ دونوں حادثے یوروپین محلہ میں ہوئے۔ جس سے ایک یوروپین بچہ کی جان خطرہ میں پڑ گئی تھی۔ کیونکہ جس بستر پر وہ لیٹا ہوا تھا۔ اس میں آگ لگ گئی۔ لیکن خوش قسمتی سے اس کا باپ وقت پر پہونچ گیا۔ اس وجہ سے اس کو چوٹ شدید یا ضرر نہیں پہونچا۔ رائل اسٹریٹ میں جو بم پھٹا تھا۔ اس کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جسامت میں کرکٹ بال کے برابر تھا۔

لاہور ۱۵ر مارچ۔ آج پنجاب کونسل میں سر جان مینارڈ نے لالہ بدھ راج رکن کونسل و غیر سرکاری جیل وزیر پر منٹگمری جیل میں حملہ کے متعلق مجلس مجانس کی رپورٹ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اس رپورٹ پر غور و خوض کے بعد حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سپرنٹنڈنٹ اور جیلر منٹگمری جیل اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں ناکام رہے ہیں۔ میجر ٹراٹر قائمقام سپرنٹنڈنٹ کو جیل ڈیپارٹمنٹ سے سول میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور رحمت اللہ خاں جیلر ایک چھوٹی ڈسٹرکٹ جیل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ آئندہ وہ کبھی کسی اہم جیل میں متعین نہیں کیا جائے گا۔ نیز ہر دو قیدیوں کے خلاف جن پر حملہ کرنے کا الزام ہے۔ ضابطہ فوجداری کے مطابق باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

کلکتہ ۱۵ر مارچ۔ البرٹ ہال میں ایک عام جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی اس تجویز پر زور احتجاج کی جائے۔ امپیریل لائبریری کلکتہ سے دہلی منتقل کر دی جائے۔ اس جلسہ میں اس غرض کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی۔ جو کتب خانہ مذکور کو وہیں باقی رکھنے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کرے گی۔

کلکتہ ۱۵ر مارچ، ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے مسلمان ممبران کونسل کی آسانی کے لئے ہز اکسیلنسی گورنر بنگال نے یہ ہدایت کی ہے۔ کہ بقیہ میعاد تک مجلس مقننہ بنگال کی نشست $2\frac{1}{2}$ بجے سے لے کر $5\frac{1}{2}$ بجے شام تک ہوا کرے گی۔

امرت دھارا فارمیسی کی سلور جوبلی کی تقریب میں آج زیر صدارت جناب حکیم اجمل خاں صاحب ایک شاندار جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں تمام خیالات اور ہر مذہب کے نمائندگان موجود تھے۔ جلسہ میں حاضری اس قدر کثرت سے تھی۔ کہ جلسہ گاہ کو اور بڑھانا اور ارد گرد کے پردوں کو اکھاڑنا پڑا۔ پنڈت جی نے سلور جوبلی کے موقعہ پر بیس ہزار روپیہ کا دان وقف لیا ہے۔ اور ۳۱ مئی تک تمام طبی کتابوں کی قیمت بھی کم کر دی ہے اور امرت دھارا کی قیمت ½ کر دی ہے۔

(عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

قادیان میں سکنی اراضیات
قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات
اراضی قابلِ فروخت موجود ہیں ۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں
خاکسار ۔ مرزا بشیر احمد قادیان دارالامان ۔

اشتہارات

چند عجیب و غریب اشیاء

آگ جلانے کی مشین

اس مشین سے کئی کام لئے جاسکتے ہیں - مثلاً بلا مدد دیا سلائی آگ جلانا - سگریٹ جلانا وغیرہ وغیرہ - قیمت فی مشین صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ - علاوہ خرچ ڈاک -

جیبی چھاپہ خانہ یا مہر گھر

یہ انگریزی کا جیبی چھاپہ خانہ قابل تعریف ہے - اس سے لفافہ - ملاقاتی کارڈ اور اور رہنر میں جو دل چاہے چھاپ سکتے ہیں - قابل خرید ہے - قیمت فی چھاپہ خانہ صرف دو روپیہ - علاوہ خرچ ڈاک ÷

ہیلینار ڈکیمرہ

یہ کیمرہ خاص طور پر جرمنی سے تیار کر دیا گیا ہے - انسان - جانور - درخت - مکان - گرجا - مسجد - مندر - اور ریل وغیرہ چلتے پھرتے - اور بیٹھے ہوئے کا خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک بار ضرور منگائیں - قیمت چھوٹا سائز پانچ روپیہ بڑا سائز صرف دس روپیہ - علاوہ خرچ ڈاک ÷

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں سرہانوں کے غلاف - غالیچے - رومال - چادریں - دوپٹے سوٹ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ کسی قسم کے گرم سرد اور ریشمی کپڑوں پر اون - سوت - اور ریشم سے ہر قسم کے پھول اور گلکاری بنا سکتی ہیں - ترکیب نہایت آسان ہے - غریب لڑکیوں کیلئے روزگار - اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے - قیمت فی مشین - صرف چار روپیہ - علاوہ خرچ ڈاک ÷

دولت کی کان

اس کتاب میں تقریباً ... ہ ایسے ہنر درج ہیں جن میں سے ایک پر بھی عمل کرنے سے انسان مالا مال ہو سکتا ہے - زیادہ تعریف فضول - کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ عہ ۸ علاوہ خرچ ڈاک ÷

مینیجر: - رکماس اینڈ کمپنی پوسٹ بکس نمبر ۹۶ لاہور

اب خضاب لگانا چھوڑ دو

کیونکہ

مدتوں کی محنت اور جانفشانی کے بعد یہ معلوم ہو گیا ہے - کہ سفید بال بغیر خضاب لگائے صرف دوائی کھانے سے ہمیشہ کے لئے سیاہ ہو جائیں - اسی لئے ایک بکس بنام "کھانے سے سفید بال کالا" تیار کر دیا گیا ہے جس کے استعمال سے کھونٹی سیاہ نکلتی ہے - آپ فوراً ایک بکس جو صرف ایک آدمی کے لئے کافی ہے منگوا لیں - اور بار بار خضاب لگانے کے جھگڑوں سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں -

قیمت مکمل بکس صرف ۱۲/۶ (چھ روپے بارہ آنہ) معہ محصولڈاک ہے -

(نوٹ) اگر کھونٹی سیاہ نہ نکلے - تو دام واپس دیں گے - اور اشتہار کو بطور سند استعمال کریں -

دوسری ایجاد

"بال عمر بھر نہ اگنے کا جوہر ہے" جسکو صرف تین چار مرتبہ لگانے سے نرم سے نرم نازک سے نازک جلد کے بال بلا تکلیف کے ہمیشہ کے لئے اڑ جاتے ہیں - موچنے سے بال اکھیڑنے یا استروں سے بال صفا کرنے کی پہلے یا بعد میں کوئی ضرورت نہیں ہے - بالوں کے جنگل کے جنگل ہمیشہ کے لئے صفاچٹ میدان ہو جائیں گے -

قیمت فی بکس دو روپیہ - محصولڈاک ۵/

المشتہر

مینیجر: - آر کے - کاکا اینڈ کو (ایم برانچ) مچھی ہٹہ - لاہور

احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور

مضبوط خوش وضع وقت پر ٹھیک

مندرجہ ذیل گھڑیاں اپنی عمدگی اور قیمت میں بے نظیر ہیں - احمدی احباب کے ذریعہ سے اکثر غیر احمدی و ہندو اصحاب بھی طلب کرتے ہیں انکی خرید و فروخت میں اندیشہ نہیں - ہر ایک گھڑی جو ٹھیکدار لیتا ہے رکھونے اور گرنے سے بچایا جائے - تو خود نہیں رکتیں اگر خود رکیں - تو جلد بلا معاوضہ بنیگی - جیبی عہ قیمت [illegible]

کلائی کی فلیجوئل اعلیٰ سے اعلیٰ فلیٹ [illegible] نہت موٹا گلاس [illegible] ریڈیم [illegible] چاندی کیس ریڈیم [illegible] رولڈ گولڈ ریڈیم [illegible] سونے کی نہایت چھوٹی [illegible] - الارم ٹائم پیس انسونیر کمپنی کے [illegible] رسیٹ [illegible] چین جیبی و کلائی کے - سنہری و سفید قیمت [illegible] - بجلی کی روشنی کے بنے چار - پھول عہ - پاکٹ لیمپ [illegible] - چار - پتہ مطلوب ہی - جلسہ سالانہ ۲۴ء کے پرانی گھڑیوں کے تین روپیہ ایک پرانا ٹائم پیس کن صاحبان کا ہمارے پاس ہیں ÷

المشتہر: حافظ سخاوت علی احمدی پروپرائیٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور

اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

نادر موقع سے جناب ضرور فائدہ اٹھائیں

بہت بڑی رعایت

ذیل کی ہر ایک کتاب پر ۳۳⅓ فیصدی کمیشن

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں کہ اس سال کے پروگرام میں کتابوں کی فروخت کے ذریعہ بھی پنجاب اور ہندوستان میں تبلیغ کی جائے۔ بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان کی طرف سے ایک بہت بڑی رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یعنی جو دوست مشتہرہ میعاد کے اندر اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کی مندرجہ ذیل کتابیں منگوائیں گے۔ ان کو ان پر ۳۳⅓ فی صدی رعایت دی جائے گی۔ یعنی

تین روپیہ کی کتابیں دو روپیہ میں

مگر یہ رعایت انہی دوستوں کو ملے گی۔ جو ماہ اپریل کے پہلے ہفتہ کے اندر ہمیں اپنی فرمائشات بھیج دیں گے۔ یا ان کے خطوط پر ڈاک خانہ کی مہر انہی تاریخوں کی لگی ہوگی خواہ وہ ہمیں بعد ہی کو ملیں۔ کیونکہ یہ رعایت صرف

اپریل کے پہلے ہفتہ کیلئے ہے

ہمیں امید ہے۔ کہ تبلیغ حقہ کے خواہشمند دوست اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تصانیف حضرت مسیح موعودؑ		لجنۃ النور	۸ر	ریویو بر مباحثہ چکڑالوی	۱۰ر	تقدیر الٰہی	عہ
چشمہ معرفت	عا ر	تذکرۃ الشہادتین	۱۲ر	نور القرآن حصہ اول	۲ر	عرفان الٰہی	۱۰ر
انجام آتھم	عا	قادیان کے آریہ اور ہم	۳ر	نور القرآن حصہ دوم	۷ر	نجات	۱۳ر
فریاد درد	۸ر	برکات الدعا	۳ر	پرانی تحریریں	۳ر	تحفۃ الملوک	۱۲ر
تحفہ ندوہ	۵ر	آسمانی فیصلہ	۳ر	ستارہ قیصریہ	۱ر	جواب پمفلٹ انگریزی	ہے
دافع البلاء	۴ر	نجم الہدیٰ	۱۰ر	روئداد جلسہ دعا	۳ر	دعوۃ الامیر فارسی مجلد	ہہر
نور الحق حصہ دوم	۶ر	آئینہ کمالات اسلام	ہیے	**تصانیف حضرت خلیفہ اولؓ**		تقریر ہستی باری تعالیٰ	ہہر
سناتن دھرم	۱ر	براہین احمدیہ حصہ پنجم	عا	فصل الخطاب	عا ۱۲ر	**متفرق تصانیف**	
اعجاز احمدی	۶ر	الخطاب الجلیل	عا	تصدیق براہین احمدیہ	عہ	حمائل مترجم	ہے
ضرورت امام	۴ر	تبلیغ رسالت چھ حصص	ہہ	نور الدین	عہ	فقہ احمدیہ	۸ر
تحفہ قیصریہ	۴ر	منن الرحمٰن	۱ر	ابطال الوہیت مسیح	۳ر	احمدیہ پاکٹ بک	ہہر
لیکچر سیالکوٹ	۴ر	سرمہ چشم آریہ	۶ر	**تصانیف حضرت خلیفہ ثانی**		پارہ اول معہ تفسیری نوٹ انگریزی	عا
تقریریں	۳ر	شحنہ حق	۸ر	حقیقۃ النبوۃ	عہ	اسلام اور قتل مرتد	عہ
تحفہ غزنویہ	۴ر	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۳۰ر			بہائی مذہب کی حقیقت	۱۰ر
		کشتی نوح	۶ر				

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان ضلع گورداسپور